ماہنامہ
انصار اللہ

# زندگی میں اطمینان پانے کا ذریعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

دنیا کے مشکلات اور تلخیاں بہت ہیں یہ ایک دشت پرُ خار ہے۔ اس میں سے گزرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے۔ گزرنا تو سب کو پڑتا ہے لیکن راحت اور اطمینان کے ساتھ گزر جانا یہ ہر ایک شخص کو میسر نہیں آسکتا۔ یہ صرف ان لوگوں کا حصہ ہے جو اپنی زندگی کو ایک فانی اور لاشئی سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کے لئے اسے وقف کر دیتے ہیں اور اس سے سچا تعلق پیدا کر لیتے ہیں، ورنہ انسان کے تعلقات ہی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی تلخی اس کو دیکھنی پڑتی ہے۔ بیوی اور بچے ہوں تو کبھی کوئی بچہ مر جاتا ہے تو صدمہ برداشت کرتا ہے۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہو تو ایسے ایسے صدمات پر ایک خاص صبر عطا ہوتا ہے جس سے وہ گھبراہٹ اور سوزش پیدا نہیں ہوتی جو ان لوگوں کو ہوتی ہے جن کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کے منشاء کو سمجھ کر اس کی رضا کے لئے اپنی زندگی وقف کرتے ہیں وہ بیشک آرام پاتے ہیں؛ ورنہ ناکامیاں اور نامرادیاں زندگی تلخ کر دیتی ہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 16 جدید ایڈیشن)

اکتوبر 2009ء
اخاء 1388 ہش

ایڈیٹر : نصیر احمد انجم

# تیرا جہاں وہم ہے میرا جہاں عمل

قدموں میں اپنے آپ کو مولا کے ڈال تُو
خوف و ہراس غیر کا دل سے نکال تُو

لعل و گہر کے عشق میں دنیا ہے پھنس رہی
تُو اس سے آنکھ موڑ ہے مولا کا لال تُو

سایہ ہے تیرے سر پہ خدائے جلیل کا
دشمن کے جور و ظلم سے ہے کیوں نڈھال تُو

اے میرے مہربان خدا ! اِک نگاہ مہر
کانٹا جو میرے دل میں چُبھا ہے نکال تُو

اس لالہ رخ کے عشق میں مَیں مست حال ہوں
آنکھیں دکھا رہا ہے مجھے لال لال تُو

دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا ہوا ہے گند
ہر ہر قدم پہ ہوش سے دامن سنبھال تُو

تیرا جہان وہم ہے میرا جہاں عمل
میں مستِ حال ہوں تو ہے مستِ خیال تُو

(کلام محمود)

احمدی انصار کی تعلیم وتربیت کیلئے

ماہنامہ

# انصار اللہ

ایڈیٹر: نصیر احمد انجم

اخاء 1430 ہش اکتوبر 2009ء

جلد ------------------------ 50-

شمارہ ------------------------ 9

فون نمبر 047-6212982۔ فیکس 047-6214631

ای میل: ansarullahpakistan@gmail.com

نائبین

- ریاض محمود باجوہ
- صفدر نذیر گولیکی
- محمود احمد اشرف

پبلشر: عبدالمنان کوثر

پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: فرحان احمد ذکاء

مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ

دارالصدر جنوبی چناب نگر (ربوہ)

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ: (پاکستان)

سالانہ ........ ڈیڑھ سو روپے

قیمت فی پرچہ ........ 15 روپے

## اس شمارہ میں

اداریہ ........ 2

القرآن ........ 3

حدیث نبویؐ ........ 4

عربی منظوم کلام ........ 5

فارسی منظوم کلام ........ 6

اردو منظوم کلام ........ 7

کلام الامام ........ 8

حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم ........ 9_13

(از حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

کچھ یادیں کچھ باتیں ........ 14-23

(مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان)

قرارداد تعزیت بروفات حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب ........ 24-25.

محمد ﷺ کی گلی میں (نعت) ........ 26

بدرسوم کے خلاف جہاد ........ 27-31

(از مکرم غلام مصطفیٰ منصور صاحب)

تازہ انقلاب (نظم) ........ 32

تکبر ........ 33-37

(از مکرم محمد اسحاق چوہدری صاحب)

چراغ شام مرجھایا تو ہوگا ........ 38

مجھے آپ کی تلاش ہے (نظم) ........ 39

نتیجہ امتحان سہ ماہی دوم 2009ء (بقیہ حصہ) ........ 40

اداریہ

# قوّت جاذبہ

خدا تعالیٰ کے مامورین جب دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے تائیدی نشانات انکو عطا کرتا ہے تاکہ انکی سچائی پر مہر ہو۔ ان تائیدات سماویہ میں سے ایک نشان **قوت قدسی** اور **قوتِ جذب** کا بھی ہوتا ہے ان وجودوں کی کشش سے سلیم الفطرت انکی طرف کھنچے چلے آتے ہیں چونکہ ان پاک وجودوں کا رابطہ پیہم خدائے قدوس سے ہوتا ہے اسکے طفیل یہ **قوت قدسی** ان میں بھی در آتی ہے اور جو شخص بھی انکے قرب کو پاتا ہے اسے حسب مراتب یہ پاکیزگی اور تبدیلی اپنے اندر محسوس ہوتی ہے اور پھر پاکبازوں کا ایک گروہ تیار ہو جاتا ہے چراغ سے چراغ روشن ہوتا ہے اور معاشرہ ان نوروں نہلائے ہوئے لوگوں سے معطر ہونے لگتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے آنے سے بھی آپ کے ماننے والوں میں اور قرب پانے والوں میں یہ تبدیلی پیدا ہوئی جو کمزوریاں یا کوتاہیوں ان میں بیعت سے پہلے پائی جاتی تھی وہ کالعدم ہوگئیں، آپ کے رفقاء کی یہ تبدیلیٔ اخلاق ایک سچی اور طویل داستان ہے ایک سے بڑھ کر ایک ایمان افروز واقعہ ہمارے بزرگوں کی سیرت کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ صرف ایک واقعہ درج ذیل ہے

**حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر حضرت منشی عبدالرحمان صاحب رفیق بانی سلسلہ احمدیہ کے متعلق رقمطراز ہیں:۔**

منشی صاحب بوڑھے ہوگئے روزنامچہ لکھنے کی عادت تھی۔۔ آپ نے یہ دیکھنا چاہا کہ میرے ذمے کسی کا قرضہ تو نہیں ہے؟ روزنامچے کی پڑتال کرتے ہوئے کوئی چالیس سال قبل کا ایک واقعہ درج تھا۔ یعنی منشی صاحب نے ایک غیر احمدی سے مل کر ایک معمولی سی تجارت کی تھی، اس کے نفع میں سے بروئے حساب ۴۰ روپے کے قریب منشی صاحب کے ذمہ نکلتے تھے۔ آپ نے یہ رقم حقدار کے نام بذریعہ منی آرڈر بھجوادی تا رسید بھی حاصل ہو جائے وہ شخص کپورتھلہ کا رہنے والا تھا اور عجب خان اس کا نام تھا منی آرڈر وصول ہونے کی بعد وہ اپنی مسجد میں گیا اور لوگوں سے کہا کہ تم احمدیوں کو بُرا تو کہتے ہو، نمونہ بھی تو کہیں دکھاؤ چالیس سال کا واقعہ ہے اور خود مجھے بھی یاد نہیں کہ میری کوئی رقم منشی صاحب کے ذمہ نکلتی ہے۔ غرض منشی صاحب کا یہ عمل مصداق ہے حاسبوا قبل ان تحاسبوا کا

**(اصحاب احمد جلد چہارم روایات حضرت منشی ظفر احمد صاحب صفحہ ۱۵)**

القرآن

# دُعائے عفوورحم

قَالَا رَبَّنَاظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ
تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْ نَنَّ مِنَ
الْخٰسِرِيْنَ

(سورۃ الاعراف 24)

ترجمہ: اُن دونوں نے کہا کہ اے ہمارے ربّ! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تم نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم گھاٹا کھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

(اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

☆ ☆ ☆

حدیث نبوی ﷺ

# ایک اہم دُعا

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ قَالَ : بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْہَلَ اَوْ یُجْہَلَ عَلَیَّ

(ابو داود کتاب الادب ما یقول الرجل اذا خرج من بیتہ)

ترجمہ۔ حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب گھر سے نکلتے تو یہ دُعا پڑھتے۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہوں۔ اے میرے اللہ! میں گمراہ ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اسی طرح گمراہ کئے جانے سے بھی۔ پھسلنے اور پھسلائے جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں ظالم اور مظلوم بننے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے بھی کہ میں کسی سے جہالت سے پیش آؤں اور اس پر زیادتی کروں یا مجھ سے ایسا ناروا سلوک کیا جائے۔

☆☆☆

عربی منظوم کلام

# اِنِّی شَرِبْتُ کُئُوْسَ مَوْتٍ لِّلْھُدٰی

نَدْعُوْہُ فِیْ وَقْتِ الْکُرُوْبِ تَضَرُّعاً
نَرْضٰی بِہٖ فِیْ شِدَّۃٍ وَّ رَخَاءِ

بے قراری کے وقت ہم اسے عاجزی سے پکارتے ہیں اور سختی اور نرمی میں اسی پر خوش ہیں۔

ھَوْجَاءُ اُلْفَتِہٖ أَثَارَتْ جُرَّتِیْ
فَفِدٰی جَنَانِیْ صَوْلَۃَ الْھَوْجَاءِ

اس کی اُلفت کے بگولے نے میری خاک اُڑا دی۔ پس میرا دل اس بگولے پر فدا ہو گیا۔

اَعْطٰی فَمَا بَقِیَتْ اَمَانِیْ بَعْدَہٗ
غَمَرَتْ اَیَا دِیْ الْفَیْضِ وَجْہَ رَجَائِیْ

اس نے مجھے اتنا دیا کہ اس کے بعد کوئی آرزو باقی نہ رہی، اس کے فیض کے احسانات (کی کثرت) میری امید کی انتہائی بلندی پر بھی چھا گئی۔

اِنِّیْ شَرِبْتُ کُئُوْسَ مَوْتٍ لِّلْھُدٰی
فَوَجَدْتُ بَعْدَ الْمَوْتِ عَیْنَ بَقَاءِ

میں نے ہدایت کی خاطر موت کے پیالے پیئے۔ پس موت کے بعد میں نے بقا کا چشمہ پالیا۔

اِنِّیْ اُذِبْتُ مِنَ الْوِدَادِ وَنَارِہٖ
فَارَی الْغُرُوْبَ تَسِیْلُ مِنْ اھْرَائِیْ

میں محبت اور اس کی آگ سے پگھلایا گیا ہوں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے آنسو گداز ہو جانے کی وجہ سے رواں ہیں۔

(القصائد الاحمدیہ جدید ایڈیشن صفحہ 230)

فارسی منظوم کلام

# ایں نشانِ قوتِ مردانہ است

ایں نشانِ قوتِ مردانہ است
کاملاں را بس ہمیں پیانہ است
یہ ہے مردوں والی طاقت کا نشان کاملوں کے لئے بس یہی میعار ہے

سوختہ جانے زِ عشق دلبرے
کے فراموشش کند با دیگرے
جس کی جان دلبر کے عشق میں جلی ہوئی ہو وہ اس کو بھول کر دوسرے کی طرف کب توجہ کر سکتا ہے

اُو نظر دارد بغیر و دل بہ یار
دست درکار و خیال اندر نگار
وہ بظاہر ہر غیر کی طرف نظر رکھتا ہے لیکن دل یار کی طرف ہوتا ہے ہاتھ کام میں ہوتا ہے لیکن خیال محبوب کی طرف

دل طپاں در فرقت محبوب خویش
سینہ از ہجران یارے ریش ریش!
اپنے محبوب کی فرقت میں اس کا دل تڑپتا ہے اور یار کے ہجر میں سینہ زخمی رہتا ہے

اُوفتادہ دُور از رُوئے کسے
دِل دوان ہر لحظہ در کوئے کسے
وہ محبوب کے چہرہ سے دُور پڑا ہوا ہے مگر ہر وقت دل محبوب کے کوچہ میں دوڑ رہا ہوتا ہے

(روحانی خزائن جلد ا صفحہ 629-630)

اردو منظوم کلام

# کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے

تیرے کوچہ میں کن راہوں سے آؤں
محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں
محبت چیز کیا کس کو بتاؤں
میں اس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں
کہاں ہم اور کہاں دنیائے مادی

وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں
خدائی ہے خودی جس سے جلاؤں
وفا کیا راز ہے کس کو سناؤں
یہی بہتر کہ خاک اپنی اڑاؤں
فَسُبحَانَ الَّذِیْ اَخزَی الْاَعَادِی

☆

کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے
جو مرتا ہے وہی زندوں میں جاوے
ثمر ہے دور کا کب غیر کھاوے
نہاں اندر نہاں ہے کون لاوے
وہ دیکھے نیستی ، رحمت دکھاوے
مجھے تو نے یہ دولت اے خدا دی

کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے
جو جلتا ہے وہی مردے جلاوے
چلو اوپر کو وہ نیچے نہ آوے
غریق عشق وہ موتی اٹھاوے
خودی اور خود روی کب اس کو بھاوے
فَسُبحَانَ الَّذِیْ اَخزَی الْاَعَادِی

☆

کلام الامام

# ترک دنیا کی حقیقت

فرمایا۔ترک دنیا کے یہ معنے نہیں ہیں کہ انسان سب کام کاج چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کر لے، ہم اس بات سے منع نہیں کرتے کہ ملازم اپنی ملازمت کرے اور تاجر اپنی تجارت میں مصروف رہے اور زمیندار اپنی کاشت کا انتظام کرے،لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ انسان کو ایسا ہونا چاہئے کہ

**دست درکار و دل بایار**

انسان خدا تعالیٰ کی رضامندی پر چلے کسی معاملہ میں شریعت کے بر خلاف کوئی کام نہ کرے جب خدا تعالیٰ مقدم ہوتو اسی میں انسان کی نجات ہے۔دنیا داروں میں مداہنہ کی عادت بہت بڑھ گئی ہے۔جس مذہب والے سے ملے اسی کی تعریف کردی۔خدا تعالیٰ اس سے راضی نہیں ہوتے۔(......) میں بعض بڑے دولت مند تھے اور دنیا کے تمام کاروبار کرتے تھے۔ اور (......) میں بہت سے بادشاہ گذرے ہیں جو درویش سیرت تھے۔تخت شاہی پر بیٹھے ہوئے ہوتے تھے لیکن دل ہر وقت خدا تعالیٰ کے ساتھ ہوتا،مگر آجکل تو لوگوں کا یہ حال ہے کہ جب دنیا کی طرف جھکتے ہیں تو ایسے دنیا کے ہوجاتے ہیں کہ دین پر ہنسی کرتے ہیں۔نماز پر اعتراض کرتے ہیں اور وضو پر ہنسی اڑاتے ہیں یہ لوگ ساری عمر تو دنیوی علوم کے پڑھنے میں گزار دیتے ہیں،اور پھر دین کے معاملات میں رائے زنی کرنے لگتے ہیں حالانکہ انسان کسی مضمون میں عمیق اسرار تب ہی نکال سکتا ہے جب اس کو اس امر کی طرف زیادہ توجہ ہو۔ان لوگوں کو دین کے متعلق مصالح،معارف اور حقائق سے بالکل بے خبری ہے۔دنیا کی زہریلی ہوا کا ان لوگوں کے دلوں پر زہرناک اثر ہے،

(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ 80-81)

☆ ☆ ☆

Z:\Work\Monthly Ansarullah\2009\04 April\09-Amamulklam.inp

# حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ (.....)

مکرم ملک صلاح الدین صاحب مئولف (......) احمد قادیان کی تحریک پر حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خلافت سے قبل حضرت اماں جان کے بارے میں ایک مضمون لکھنا شروع کیا تھا۔ جو افسوس ہے کہ بعض دوسری مصروفیات کے باعث مکمل نہ ہوسکا ذیل میں ہم یہ مضمون اسی نامکمل صورت میں پیش کر رہے ہیں۔ اس کو پڑھ کر بے اختیار دل میں یہ آرزو مچلتی ہے کہ کاش حضور اس مضمون کو مکمل کر سکتے!

مکرمی محترمی ملک صلاح الدین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکے ارشاد کے مطابق حضرت اماں جان نور اللہ مرقدھا سے متعلق چند باتیں لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ آپکی شخصیت کا سب سے نمایاں پہلو سچائی تھا اور شفقت علی الناس اس سچائی کے ساتھ گھل مل کر ایک وجود کی صورت میں ڈھل گئی تھی۔ اُسی وجود کا نام سیدہ نصرت جہاں بیگم تھا جو جماعت میں بالعموم حضرت (.......) کے مقدس لقب سے معروف ہیں اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور قریبی حلقوں میں حضرت اماں جان کے نام سے یاد کی جاتی ہیں۔

سچائی اور شفقت۔ بلاشبہ میرے نزدیک ان دو لفظوں میں آپکی شخصیت سمٹی ہوئی اور پھر نور کی کرنوں کی طرح سارے روحانی وجود پر پھیلتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ یہ دو صفات آپکی ہر دوسری صفت پر حاوی تھیں اور مزاج کا ہر جز ان میں رنگین تھا۔ اب تک میں نے اپنی ساری زندگی میں ایسا کوئی وجود نہیں دیکھا۔ بلاشبہ وہ اس زمانہ کی خواتین میں بے مثل تھیں۔

ایسا پاکیزہ مزاج۔ رطب و یابس سے مبّرا ایسا صاف کلام جس میں کبھی لغو کا کوئی پہلو سنائی نہ دیتا تھا۔ اور جو **لایسمعون فیھا لغوا و لا کذابا** کا منظر پیش کرتا تھا۔ ملائم مدھم گفتگو۔ مخاطب کی بات کو تحمّل سے سننا اور بڑے سکون اور وقار سے اس کا جواب دینا تکلف سے پاک زندگی اور تکلف سے پاک کلام۔ میں سوچتا ہوں تو ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتا ہوں کہ کس مٹی سے یہ وجود ڈھالا گیا۔ اگر سچائی اور شفقت دو مادی وجود ہوتے تو حضرت اماں جان کو خلعتِ وجود بخشنے کے

لئے سچائی کی مٹی کافی تھی جسے شفقت کے پانی سے گوندھا جاتا۔ بار بار یہ کہنے کے باوجود میرے دل کی پیاس نہیں بجھ رہی اور مسلسل تشنگی محسوس کر رہا ہوں کہ ابھی تک میں اپنے مافی الضمیر کو پوری طرح بیان نہیں کر سکا اور جو کہنے کا حق تھا وہ حق ادا نہیں کر سکا۔ میں کیسے بتاؤں اور وہ زبان کہاں سے لاؤں جو حضرت اماں جان (.....) کی زندگی میں سچائی اور خلوص کے حسین امتزاج کو ظاہر کر سکے انسان تو ایک بہت عاجز بیان جانور ہے وہ سب جو آنکھ دیکھتی ہے زبان اسے کماحقہ دوسروں تک پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتی دل لاکھ چاہے اور تڑپے کہ جو آنکھ نے دیکھا اور دل نے محسوس کیا وہ اسی طرح من وعن دوسرے کے قلب میں انڈیل دے لیکن حسرت کے ساتھ گویائی اپنی شکست تسلیم کرتی ہے اور قلم رک رک کر چلتا اور چلتے چلتے رک رک جاتا ہے لیکن وہ کہہ پانے کی مقدرت نہیں رکھتا جو سینے میں بھرا ہوا ہے۔ حضرت اماں جان کی سیرت کے بیان میں بھی مجھے ویسی ہی دشواری پیش آرہی ہے سوچتا ہوں کہ کیا اور کیسے بیان کروں تو جیسے ریکارڈ پر سوئی اٹک جائے بار بار یہ دو لفظ سامنے آئے ہیں اور آتے چلے جاتے ہیں کہ ہماری اماں جان (.....) بے حد سچی تھیں اور بڑی شفیق تھیں۔ ایسی سچی کہ چراغ لے کر ڈھونڈنے سے اُس جیسی دوسری نظر نہ آئے اتنی شفیق کہ ایسی چہار دانگ عالم میں کوئی اور دکھائی نہ دے۔ ان کی شفقت اور سادگی سچائی اور پیار کی یاد سے تو جان پگھل کر دعا بن جاتی ہے اور دعاؤں کا گداز خون جگر کی آمیزش لئے آنکھوں سے بہنے لگتا ہے۔

میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو تو نہیں دیکھا لیکن حضرت اماں جان کو دیکھا ہے اور خوب سمجھتا ہوں کہ کیوں (....) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر پر آپکے وصال کے بیسیوں سال بعد بھی پھوٹ پھوٹ کر رو دیا کرتے تھے۔ اور فرط محبت اور درد فراق سے ان کے سینوں پر ایک قیامت ٹوٹ پڑتی تھی۔ تاریخ احمدیت میں جب وہ واقعہ پڑھتا ہوں تو مجھے کبھی تعجب نہیں ہوتا کہ جب مشہور مستشرق مسٹر ایچ اے والٹر 1916ء میں قادیان آئے اور حضرت اقدس کے ایک...... منشی اروڑے خان صاحب سے پوچھا کہ مرزا صاحب کی سیرت پر کچھ بیان کرو تو وہ بے اختیار رونے لگے اور روتے روتے ان کی ہچکی بندھ گئی۔ مسٹر والٹر کو حضرت منشی صاحب کی اس حرکت پر تعجب تو ہوا لیکن ایک ذہین آدمی تھا آنسوؤں کی اس خاموش زبان کو سمجھ گیا اور مغرب کے ایک دور دیس سے آنے والا اس راز کو پا گیا کہ مرزا صاحبؑ جو کچھ بھی تھے سراپا عشق اور مجسم سچائی تھے حضرت اماں جان کے آئینے میں حضرت اقدس علیہ السلام کی سیرت کی جھلکیاں دیکھ کر مجھ پر بھی (......) کے بے پناہ عشق کے عقدے حل ہوگئے۔

آپ کی باتوں میں مبالغہ نام کو بھی نہ تھا اور مداہنت سے آپ کی گفتگو کلیۃً نا آشنا تھی لیکن تعجب اس میں نہیں تعجب اس میں ہے کہ اس کے باوجود آپ کی صاف گوئی میں تلخی کا شائبہ تک نہ پایا جاتا تھا۔ یہی بات ہے جو میں سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہوں تلخی سے کلیۃً پاک صاف گوئی اور مبالغہ اور مداہنت سے مبرا شیریں کلام یہ وہ معجزہ تھا جس کا نام نصرت جہاں بیگم تھا بڑے بڑے صاف گو میں نے دیکھے ہیں لیکن کبھی ایسا نہیں دیکھا جس کی صاف گوئی بار ہا تلخی اور درشتی کی حدوں میں داخل نہ ہو جاتی ہو۔ بلکہ اکثر صاف گو تو اپنی سچائی کی جولانیاں دلآزاری کی سرزمین پر ہی دکھاتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ ان کی

سچائی کا قدم لاتعداد دُکھے ہوئے دلوں کو مسلتا ہوا آگے بڑھتا ہے اور دل آزاری کے بغیر وہ سچائی کی راہ میں ایک قدم بھی آگے بڑھانے کا سلیقہ نہیں رکھتے حضرت اماں جان ایسی نہ تھیں۔ انہوں نے تو سچائی کے سبق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتب سے پڑھے تھے۔ تکبر سے عاری۔ فخر سے پاک دلشکنی کے کانٹوں سے مبرّا سچائی جو پھول کی پتیوں کی طرح نرم خوشبوئیں بکھیرتی ہوئی دلوں پر گرتی تھی اور نفرت کی بجائے محبت سے انہیں فتح کرتی تھی۔

میں نے بڑے بڑے نرم گفتار دوسروں کے جذبات کا خیال رکھنے والے۔ ملائم کلام کرنے والے بھی دیکھے ہیں لیکن ایسا کم دیکھا ہے جس نے کبھی اس نرم گفتاری کی قیمت مبالغے یا جھوٹ کے سکوں میں ادا نہ کی ہو۔ اور ایسا کوئی نہیں دیکھا جس نے نرم گفتاری کے سوا زندگی بھر کوئی اور کلام ہی نہ کیا ہو۔ ہاں ایک حضرت اماں جان ایسی دیکھیں جن کی زندگی میں اگر کوئی تصنع کا شائبہ تھا تو سختی میں تھا یعنی ان معنوں میں کہ جب سخت کلامی کی کوشش کرتی تھیں تو بات بنتی نہ تھی اور بچہ بچہ سمجھتا تھا کہ بس باہر یونہی نام ہی ہے سختی کا اندر تو نام کو بھی سختی نہیں۔ سختی پر دل نہیں دکھتا تھا ہنسی آتی تھی۔ رحم آتا تھا غصہ نہیں۔ اس غصے پر تو پیار آتا تھا لیکن جو بات میں کہنی چاہتا ہوں وہ ابھی کہہ نہیں سکا میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ جسے میں زبان کی لاچاری کے باعث مصنوعی غصہ کہہ رہا ہوں اس میں بھی جھوٹ کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا تھا نہ تکلف تھا، نہ بناوٹ محض غصہ طاری کرنے کی ایک ناکام کوشش تھی ایک بے بسی کا سا عالم تھا جسمیں بناوٹ کی بجائے سادگی پائی جاتی تھی ایسی سادگی جس پر سخت پیار آتا تھا ایسا پیار کہ دل چاہتا تھا اس سادگی کو آدمی لپٹ لپٹ کر چومے اور چوم چوم کر لپٹے۔ بس واری واری جائے۔

بات یہ تھی کہ بڑے خلوص اور سچائی کے ساتھ ایسی جگہ جہاں غصہ آنا چاہیے آپ غصّے ہونے کی کوشش کرتی تھیں لیکن دکھاوے کا نہیں عقلی تقاضے کی پیداوار یہ غصہ اصل غصہ کی طرح تو نہیں ہو سکتا تھا۔ اندر دل اُسی طرح نرمی اور شفقت سے بھرا ہوا بلکہ اس خیال سے ترساں کہ کہیں غصہ میں اس حد سے ایک قدم آگے نہ بڑھ گئی ہوں جہاں تک بڑھنا اصلاح کے لئے ازبس ضروری تھا۔ پھر غصہ کے اس اظہار کے بعد بلا استثناء ہمیشہ اس خیال کا دل پر غالب آجانا کہ محض اصلاح کی خاطر ہی جس سے ناراض ہوئی تھی وہ اپنی جگہ درست لیکن اب دلداری بھی تو ضروری ہے پھر مختلف بہانوں سے اس کی دلداری کرنا کہ ظاہر بھی نہ ہو کہ دلداری کی جارہی ہے۔

آپکے وصال کو تیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن آج تک یوں لگتا ہے جیسے میں آپ کی سیرت کے خدوخال اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے کوئی پہاڑی چشمے کے شفاف پانی کی تہہ میں جگمگاتے ہوئے جواہر کو دیکھ رہا ہو آپ کا مزاج ایک شفاف چشمے کی طرح تھا اور کوئی بناوٹ، کوئی تکلف کوئی تصنع کی میل نہ تھی کوئی پردہ نہ تھا صاف دھلی ہوئی فضا جس کے آرپار دکھائی دیتا تھا۔

آپ کا فطری حجاب بھی آپ کی خوبیوں پر پردہ ڈالنے سے عاری تھا اور یہ مصرع خوب صادق آتا تھا کہ:

؎ یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

یہ ضروری نہیں کہ کوئی غصیلا اور خشمگین ہی ہو تو اس کا لوگوں پر رعب پڑے بلکہ برعکس قصہ ہے سچا رعب تو کسی شخصیت کو عظمتِ

کردار کے ذریعہ عطا ہوتا ہے حضرت اماں جان کو اس رعب سے وافر حصہ ملا تھا۔ اور بچے آپ کے سامنے جا کر اپنی سب شوخیاں بھول جاتے تھے اور سراپا ادب ہو جاتے تھے۔

ایک دفعہ اپنے دو بھائیوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے میں آگے آگے بھاگ رہا تھا اور وہ میرے پیچھے پیچھے مجھے پکڑنے کے لئے دوڑے چلے آ رہے تھے۔ راستے میں حضرت اماں جان کا صحن پڑتا تھا۔ اس طرح دوڑتے ہوئے جب ہم حضرت اماں جان کے صحن میں داخل ہوئے تو حضرت اماں جان (.....) اپنے برآمدے میں تشریف فرما تھیں۔ یہ سمجھ کر کہ وہ دونوں مجھے مارنے کے لئے پیچھا کر رہے ہیں بلند آواز سے فرمایا خبردار! جو تم نے اس کو کچھ کہا۔ یہ آواز سنتے ہی وہ دونوں تو ہنستے ہوئے الٹے پاؤں لوٹ گئے اور میں نے اپنے قدم روک لئے جس پیار اور احترام کے رعب کا میں ذکر کر رہا ہوں یہ اس کی ایک چھوٹی سی مثال ہے۔ نہ ان دونوں نے یہ کہنے کی جرأت کی اماں جان ہم تو کھیل رہے ہیں مارنے تو نہیں لگے نہ میں نے ایک لفظ آگے سے کہا۔ خاموشی اور ادب کے ساتھ از خود وہی کچھ کیا جو اماں جان چاہتی تھیں وہ دونوں چپ چاپ مسکراتے ہوئے واپس چلے گئے اور میں حضرت اماں جان کے بلانے پر آہستہ آہستہ آپ کے قریب پہنچا بڑے پیار سے فرمایا یہ لو چونی اور جا کر کچھ کھا لو اور یہ کہتے ہوئے ایک چاندی کی چمکتی ہوئی چونی میرے ہاتھ پر رکھ دی۔

دوسرے دونوں بھائی بھی ساتھ کے گھر سے یعنی حضرت امی جان (....) (حضرت اُم ناصر) کے گھر سے سلاخوں میں سے جھانک رہے تھے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ میں اپنی طرف سے خوش خوش سیڑھیاں اتر کر اکیلا بازار کی طرف بھاگنے لگا تو آگے وہ دونوں اس تبرک میں اپنا حصہ بٹانے کے لئے موجود۔ یہ چونّی جس کی میں بات کر رہا ہوں اپنی قدر و منزلت کے لحاظ سے تو جو تھی وہ تھی ہی اپنی ظاہری قیمت میں بھی وہ چونّی نہ تھی جیسے ہم آج کی زبان میں چونی کہتے ہیں آج کل ربوہ میں مزدور کی مزدوری 15-16 روپے سے لے کر پچیس تیس روپے تک جاتی ہے۔ جبکہ ان دنوں قادیان میں مزدور چھ آٹھ آنے روزانہ پر کام کرتا تھا وہ چونّی قیمت خرید میں کم و بیش آجکل کے دس پندرہ روپے کے برابر تھی۔ لیکن یہ تو ایک ضمنی بات ہے۔ اگر وہ چونی ایک دھیلے کے برابر بھی نہ ہوتی تب بھی اس کی یاد مجھے بہت پیاری ہے وہ پیار اور محبت اور شفقت کا نشان میری یادوں کے ان لمحات کو ہمیشہ روشن اور درخشندہ رکھے گا۔

چونی کے ذکر میں ایک اور چونی کی بات یاد آ گئی جس نے ایک اور دل میں اسی قسم کی ہل چل مچا رکھی ہے۔ یہ مذکورہ بالا واقعہ سے بھی پہلے کی بات ہے لیکن ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا میرے علم میں آئی۔ میری ہمشیرہ امۃ الباسط کے بچپن کے زمانہ کی ایک سکول کی ساتھی صفیہ بیگم چند ہفتے قبل اپنے بیٹے کی شادی رچانے ربوہ تشریف لائیں۔ یہ آجکل سانگھڑ میں مقیم ہیں جہاں سال ہا سال سے انکے میاں مکرم ڈاکٹر پیر فضل الرحمان صاحب پریکٹس کر رہے ہیں۔ بچپن کے تعلق کی بناء پر میری ہمشیرہ سے ملنے بھی آئیں تو پرانی یادوں میں سب سے زیادہ دل پر اثر کرنے والا جو واقعہ سنایا وہ بھی ایک چونی ہی سے وابستہ تھا۔ انکے والد حضرت حافظ غلام رسول (.......) وزیر آبادی جماعت کی ایک معروف شخصیت ہیں آپ وزیر آباد کے ایک کٹر اہل حدیث خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور احمدیت سے قبل علاقہ کے ایک مشہور اہلحدیث عالم تھے احمدیت میں چونکہ مختلف

فرقوں سے آ کر سعید روحیں اکٹھی ہوتی ہیں اس لئے باوجود اس کے کہ وحدت کی ایک ہی لڑی میں پروئی جاتی ہیں اور ایک ہی گلدستہ کی زینت بنتی ہیں لیکن

؎ ہے رنگِ لالہ وگل ونسریں جدا جدا

کے مصداق ہر ایک اپنے پرانے فرقہ کی رنگ وبو کی کچھ نہ کچھ چھاپ ضرور رکھتا ہے جو بسا اوقات رفتہ رفتہ احمدیت کے رنگ وبو میں سراپا ڈوب کر اپنا نشان کھو دیتی ہے۔ مگر صفیہ بیگم نے اپنے ابا جان کے متعلق یہ بیان کیا کہ ان پر بہت لمبے عرصہ تک اپنے سابقہ فرقے کے اثرات قائم رہے لہذا فقہی امور میں سخت متشدد اور سخت رُو تھے۔ یہاں تک کہ اپنے گھر میں بہو بیٹیوں کو چوڑیاں تک نہیں پہننے دیتے تھے۔ کہتی ہیں میں بہت چھوٹی تھی کہ میری ماں مجھے لے کر حضرت اماں جان (....) کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضرت اماں جان نے پوچھا یہ تمہارے ساتھ بیٹی ہے کہ بیٹا۔ تو میری اُمی نے عرض کیا کہ بیٹی ہے۔ حضرت اماں جان نے فرمایا کہ نہ چوڑیاں نہ کوئی اور زینت۔ بیٹیوں والی کوئی علامت تو پہناؤ تو اُمی نے عرض کیا کہ میرے میاں حافظ صاحب چونکہ اہل حدیث میں سے آئے ہیں اس لئے سخت متشدد ہیں اور گھر میں کسی کو بھی چوڑیاں پہننے کی اجازت نہیں۔ اس پر حضرت اماں جان نے ایک چاندی کی چونی میری اماں کے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا جانے سے پہلے بازار سے گزرتے ہوئے بیٹی کو چوڑیاں پہنا دینا اور میاں پوچھیں تو کہنا اماں جان (....) نے پہنائی ہیں صفیہ بیگم بیان کرتی ہیں کہ ان دنوں چار آنے کی چوڑیوں سے کہنیوں تک دونوں ہاتھ بھر جاتے تھے ہم جو اس حال میں گھر لوٹے تو حضرت حافظ صاحب نے کڑک کر پوچھا کہ یہ کیا ہے تو امی نے وہی کہا جو فرمایا گیا تھا۔ یہ سنتے ہی حافظ صاحب کا غصہ رفو چکر ہوگیا اور سر اَدب سے جھک گیا اور پھر گھر میں ساری زندگی کسی کو چوڑیاں پہننے سے نہ روکا۔

وہ کیسا زمانہ تھا اور وہ کیسے لوگ تھے۔ تربیت اور تہذیب اخلاق کے وہ کیسے کیسے رنگ تھے کیسی کیسی ان آسمانی رنگوں کو قبول کرنے کی صلاحیت اُن کپڑوں میں پائی جاتی تھی جو مسیح دوران سے برکت پانے والے تھے۔ اور وہ وقت دور نہیں کہ بادشاہ اُن سے برکت ڈھونڈیں گے۔ خدا کرے یہ برکت اگلی نسلوں میں چلتی رہے اور یہ رنگ نہ مٹیں نہ مدھم ہوں۔ دنیا کی نظر میں تو یہ ایک چونی ہی تھی لیکن آج تک اس سے پھوٹنے والی کرنوں نے ایک دل میں یادوں کے فانوس روشن کر رکھے ہیں۔

☆☆☆

# کچھ یادیں کچھ باتیں

(مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان)

اس سال کے شروع میں جب سپورٹس ریلی کا انعقاد ہوا تو اُس میں ایک پروگرام صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کی مناسبت سے یہ رکھا گیا تھا کہ بعض احباب سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ خلفاءِ کرام کے بارے میں اپنے مشاہدات بیان کریں، چنانچہ مرزا خورشید احمد صاحب، چوہدری محمد علی صاحب اور ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (......) حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بارے میں واقعات بیان کئے تھے اُس موقعہ پر خاکسار کو خیال آیا تھا کہ ممکن ہوتا تو **حضرت خلیفۃ المسیح اول کے بارے میں بھی کچھ بیان کیا جاتا**۔ چنانچہ اسی خیال سے خاکسار آج کی مجلس میں حضرت خلیفۃ المسیح اول (......) کے بارے میں چند باتیں بیان کرے گا جو خاندان کے بزرگوں کی بیان کی ہوئی ہیں۔ لیکن اس بارہ میں کچھ مزید عرض کرنے سے قبل خاکسار تبرکاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہے۔ میرے والد مرزا عزیز احمد صاحب کی زندگی کا ایک لمبا عرصہ سرکاری ملازمت میں گزرا اور اسی ملازمت کے سلسلے میں وہ سیالکوٹ میں بھی تعینات رہے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ اُن سے بہت عرصہ قبل میرے دادا حضرت مرزا سلطان احمد صاحب بھی وہاں سرکاری ملازمت کے سلسلے میں مقیم رہے۔ اور یہ تو آپ سب جانتے ہی ہیں کہ اُن سے بھی بہت عرصہ قبل 1864ء سے 1868ء تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی سرکاری ملازمت کے سلسلے میں ہی سیالکوٹ میں مقیم رہے تھے۔

میرے والد صاحب بتاتے تھے کہ جب سیالکوٹ میں عرصہ ملازمت گزار کر ان کی تبدیلی ہوئی تو جس روز ان کی وہاں سے روانگی تھی ایک شخص جو عام سا آدمی تھا اور میرا واقف بھی نہ تھا۔ میرے پاس آیا اس نے مٹی کے بنے ہوئے دو گلدان مجھے دیئے اور کہنے لگا کہ مرزا صاحب یہ گلدان میں اپنی خوشنودی کے سرٹیفکیٹ کے طور پر دے رہا ہوں۔ میں نے آپ کے دادا بڑے مرزا صاحب (مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کو کچہری میں کام کرتے دیکھا اور پھر آپ کے والد کو اور اب آپ کو اور مجھے خوشی ہے کہ جس دیانت اور محنت سے بڑے مرزا صاحب نے اپنے فرائض سرانجام دیئے تھے اُسی محنت اور دیانت سے آپ کے والد اور آپ نے کام کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی مرتبہ اپنی کتب میں ذکر فرمایا ہے کہ یہ سرکاری ملازمت حضور کی طبیعت

کے خلاف تھی اور حضور نے صرف اپنے والد ماجد کے حکم کی تعمیل میں یہ نوکری کی تھی۔ مگر اس کے باوجود آپ نے حکومت اور مخلوق خدا کے حقوق و فرائض ایسی عمدگی سے ادا کئے کہ تقریباً ساٹھ سال کا لمبا عرصہ گزر جانے کے باوجود اس شخص پر اتنا اثر تھا کہ اُس نے میرے والد صاحب کے سامنے اس کا اظہار کرنا ضروری خیال کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس واقعہ کے ذکر کے بعد اب میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے بارے میں بعض باتیں بیان کرتا ہوں۔ میرے دادا حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل (.....) کی زندگی کے حالات پر مشتمل کتاب مرقات الیقین فی حیات نور الدین پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک مضمون لکھا تھا اس میں تحریر کرتے ہیں

''اس کتاب میں ناظرین کو بیسیوں ایسی باتیں ملیں گی جو بڑے بڑے حکیموں اور فلاسفروں کے حصہ میں بھی بمشکل آئی ہیں۔''

پھر لکھتے ہیں کہ ''آپ کی پاک طبیعت بناوٹ، تصنع، فریب دہی، خوشامد، جاہ طلبی، خودغرضی اور خود پسندی سے نفرت کرتی ہے احسان پروری کی کوئی حد نہیں لیکن احسان فراموشی اور احسان خواہی سے کوسوں دور ہے اور یہ بات کسی نمائش کے طور پر نہیں بلکہ طبیعت ہی ایسی واقعہ ہوئی ہے کہ نہیں پسند کرتے کہ کوئی دوسرا میری خاطر کیوں تکلیف اُٹھائے۔''

اس ضمن میں آپ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولوی صاحب نے ایک دفعہ انہیں خط لکھا کہ:

''مکرم معظم مرزا یہ کتاب خاکسار نے مرزا محمود احمد سے لے کر کسی مُلّا کو دی اُس نے وہ غیر ناقص کتاب گم کر دی اب مجھے محمود احمد سے حجاب آتا ہے ان کی کتاب کیوں گم ہوئی لکھنو کانپور دہلی میں بہت جستجو کی مگر عمدہ بے نقص کتاب نہیں ملی بہاولپور میں شاید اس کا نسخہ مل سکے۔ 10 روپے تک میں دے سکتا ہوں آپ لاہور میں سید نادر شاہ کیور باسٹید سے پتہ لگائیں کتاب بے نقص مل جائے نور الدین''

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب لکھتے ہیں کہ ''جس کتاب کا رقعہ میں ذکر ہے وہ حجم میں 14 صفحے کی ہے میری رائے میں ایک آنے حد دو آنے سے اُس کی قیمت زیادہ نہیں جس کے بدلہ میں مولوی صاحب دس روپے تک میں خرید لینا چاہتے ہیں تا کہ میاں محمود احمد صاحب کو واپس دی جائے۔ اللہ اللہ کیسی آزاد کیسی غیرت پسند کیسی پُر حق کیسی خیرہ جو طبیعت واقع ہوئی ہے مزید لکھتے ہیں کہ یہ رقعہ پڑھنے کے بعد مجھے خیال آیا تھا کہ میں آپ کی سوانح عمری پڑھوں۔ کیونکہ بعض اوقات معمولی اور چھوٹی چھوٹی باتیں اور واقعات بڑی بڑی باتوں کی راہ دکھاتے ہیں۔''

دوسرے واقعہ کا تعلق بھی مرزا سلطان احمد صاحب سے ہے اور یہ واقعہ خاکسار نے کئی بار اپنے والد صاحب سے سنا ہے وہ بیان کرتے تھے کہ ایک بار ہماری دادی جو ہمارے چچا مرزا رشید احمد صاحب کی حقیقی والدہ تھیں بیمار ہو گئیں رات بارہ ایک بجے کا وقت تھا حضرت خلیفۃ المسیح اوّل تشریف لائے جب مریضہ کو دیکھنے کے بعد واپس تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے آپ سے عرض کیا کہ میں بہت شرمندہ ہوں کہ آپ کو بے وقت تکلیف دی یہ سُن کر حضرت خلیفہ اوّل نے مرزا سلطان احمد صاحب کی گردن میں بازو ڈال کر اُن کو اپنے قریب کیا اور فرمایا مجھے تکلیف کیسے ہو سکتی ہے میں تو مرزا یعنی (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے غلاموں کے غلاموں کا بھی غلام ہوں۔ یاد رہے کہ آپ

نے یہ بات اُس وقت کہی تھی جب مرزا سلطان احمد صاحب ابھی جماعت میں داخل بھی نہیں ہوئے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے مذکورہ بالا واقعہ کو پڑھنے کے ساتھ ہی ذہن میں پھوپھی جان حضرت نواب مبارکہ بیگم (......) کا بیان کردہ واقعہ بھی آتا ہے آپ یہ واقعہ حضرت خلیفہ اوّل (......) کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ عشق ومحبت کے ذکر میں سنایا کرتی تھیں اور خاندان کے بہت سے لوگوں نے یہ واقعہ سنا ہوا ہے۔ایک موقعہ پر آپ نے یہ بات لجنہ اماءاللہ کے ایک اجتماع میں بھی سنائی تھی۔

آپ فرماتی ہیں:

''میرا بچپن ان کی گود میں کھیل کر گزرا اور بچپن سے ان سے پڑھنا شروع کیا روز کا آنا جانا تھا گویا ایک ہی گھر تھا۔۔۔ بلا مبالغہ قریباً روز ہی بڑے پیار سے فرماتے تھے کہ یہ اولاد اور یہ عبدالحیٔ جو میری بڑھاپے کی نرینہ اولاد ہے یہ بھی تم لوگوں سے زیادہ مجھے پیارے نہیں۔ہم سب کے لئے مجموعی طور پر بھی ایسے الفاظ استعمال فرماتے اور خصوصیت سے اور اکثر بہت زور دے کر فرماتے کہ ''محمود سے زیادہ یہ اولاد مجھے پیاری نہیں ہے'' سالوں تک میں نے اس بات کو تکرار سنا ہے اب تک تو دل پر یہی اثر تھا کہ چونکہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے انتہائی عشق تھا تو ان کی اولاد بھی پیاری تھی۔''

پھر فرماتی ہیں:

۔۔۔آپ کے صاحبزادے میاں عبدالسلام مرحوم چھوٹے تھے میں جب پڑھنے کو روز صبح جاتی تو ان کے لئے جیب میں بادام اخروٹ وغیرہ لے جاتی اور جیسا کہ بچوں کے کھیل ہوتے ہیں روز ہی پہلے ان سے پوچھتی کہ بتاؤ عبدالسلام تم کتنے اخروٹ کے نوکر ہو۔ وہ روز جواب دیتے دو اخروٹ کا نوکر ہوں۔ایک دن میاں عبدالحیٔ مرحوم نے غصہ سے کہا کہ ''عبدالسلام نوکر کیوں کہتے ہو؟ تم کوئی نوکر ہو؟ کہو میں نوکر نہیں ہوں' اندر کمرے میں حضرت خلیفہ اوّل سن رہے تھے نہایت جوش سے کڑک کر فرمایا،

''عبدالحیٔ یہ کیا کہا تم نے۔؟ یہ نوکر ہے'' اور فرمایا ''عبدالسلام اندر آؤ'' ہم دونوں اندر چلے گئے۔فرمایا کہو میرے سامنے ''میں نوکر ہوں' بچے نے دہرا دیا اس جذبہ کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جو حضرت خلیفہ اوّل (......) کی طبیعت سے واقف آپ کی صحبت میں رہ چکے یا آپ کی سیرت کا مطالعہ کر چکے ہوں وہ کوہ وقار تھے غیور تھے خود دار تھے ان کا سر کبھی کسی کے سامنے نہ جھکا تھا۔جھکا تو اپنے محبوب آقا کے سامنے۔اور اسی عشق کامل کا نتیجہ تھا کہ ان کی ایک کم عمر لڑکی جوان کی شاگرد بھی تھی اس کے لئے بھی اپنے پیارے لڑکے کا اتنا کہنا کہ ''کہو میں نوکر نہیں ہوں'' سخت ناگوار گزرا آپ کا چہرہ مجھے اب تک یاد ہے ایسا اثر تھا کہ صرف غصہ اور ناگواری نہیں بلکہ بہت صدمہ گزر رہا ہے حالانکہ جیسا وہ والدین کی مانند بے انتہا لاڈ پیار مجھ سے کرتے تھے۔بے تکلف تھے ان کا حق تھا وہ بآسانی مجھے بھی کہہ سکتے تھے۔سمجھا سکتے تھے کہ بچے سے ایسا نہیں کہلواتے ذلیل ہو جاتا ہے۔عزت نفس نہیں رہتی۔تم اس کو جو چاہو ویسے ہی دے دیا کرو اور مجھے بھی آپ کا روکنا ذرا بھی بُرا معلوم نہ ہوتا کیونکہ ان کی محبت کا پلڑا بہت بھاری تھا۔مگر انہوں نے اپنے طبعی وقار کے خلاف صرف اپنے خاص جذبہ عشق ومحبت کے تحت

الٹا بچہ سے سامنے کہلوایا کہ 'میں نوکر ہوں' ۔"

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل (.....) کے عجز اور انکسار کے واقعات سے جماعت کا لٹریچر بھرا ہوا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ آپ نیستی اور فنا کے اس مقام پر فائز تھے جس پر فائز ہونے والا اپنی ذات اپنی انا ، اپنے احوال اور اپنے عزیزوں سب کو اپنے رب کے قدموں پر نثار کر کے صرف خدا کا ہو جاتا ہے۔اس سلسلے میں خالو مسعود جو حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب (.....) کے صاحبزادے تھے ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ (.....) مبارک میں نماز کی ادائیگی کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کچھ (.....) کو جن میں حضرت حکیم نورالدین صاحب اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب بھی شامل تھے فرمایا کہ وہ حضور کا انتظار کریں پھر اکٹھے سید محمد علی شاہ صاحب کے بیٹے کے ختنہ کی دعوت میں چلیں گے۔یہ کہہ کر حضور گھر تشریف لے گئے ۔

حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے جب یہ بات سنی تو انہوں نے حضرت مولوی نورالدین سے عرض کی کہ مولوی صاحب یہ سب رسمیں وغیرہ چھوڑنے کے لئے ہی تو میں مالیر کوٹلہ سے قادیان آیا تھا۔اب اگر یہاں بھی ان رسوم میں شامل ہونا ہے تو ۔۔۔۔حضرت مولوی صاحب نے نواب صاحب کی بات سنی اور آپ کی پشت پر تھپکی دیتے ہوئے فرمایا۔محمد علی خان مرزا کے نزدیک میں اور تم بھی مولفۃ القلوب میں شامل ہیں۔یعنی ختنہ کی اس دعوت میں جانا بھی دراصل تالیف قلب کے لئے ہے۔

مکرم سید محمد علی شاہ صاحب جن کا اس واقعہ میں ذکر ہے قادیان کے قدیمی باشندے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ان کے دیرینہ تعلقات تھے حضور دعوے سے قبل جب جائیداد کے مقدمات کے سلسلے میں لاہور جاتے تھے تو ان کے پاس ٹھہرتے تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام (.....) کرام سمیت ان کے بیٹے کی ختنہ کی دعوت میں کیوں شریک ہوئے اس پر حضرت مصلح موعود (.....) کی ایک روایت سے روشنی پڑتی ہے آپ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ سید محمد علی شاہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لی تھی ۔لیکن حضور نے بعض مصالح کے پیش نظر ان کو بیعت کے اظہار سے روک دیا تھا۔چنانچہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد انہوں نے اپنی بیعت کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی خدمت میں عرض کیا تو انہوں نے اظہار بیعت کی اجازت عطا فرمائی ۔

ہماری دادی جو صاحبزادہ مرزا رشید احمد صاحب کی حقیقی والدہ تھیں، کا ذکر اوپر آیا ہے تو اُن کا ایک واقعہ بھی سن لیں ۔حضرت خلیفۃ المسیح اوّل (.....) کے زمانہ خلافت کی بات ہے۔آپ بیعت کرنے کے ارادے سے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے گھر تشریف لے گئیں حضور گھر میں مستورات کے لئے درس بھی دیتے تھے بیعت کے بعد درس میں شامل ہوئیں حضور درس دینے کے بعد اندر چلے گئے کچھ دیر کے بعد کسی کام سے صحن میں تشریف لائے تو اُن کو بیٹھے دیکھا۔حضور اُن کے پاس آئے اور فرمانے لگے بی بی گھر آپ کا ہی ہے آپ جب تک چاہیں یہاں بیٹھیں لیکن یہ بتائیں کہ کیا بات ہے آپ کیوں اس طرح بیٹھی ہیں ۔انہوں نے عرض کی کہ حضور میں نے بیعت کر لی ہے اور پھوپھی جی (مراد حضرت مرزا غلام قادر صاحب کی بیوہ جو

جماعت میں نانی کے لفظ سے جانی پہچانی جاتی ہیں ) احمدیوں کی سخت دشمن ہیں وہ تو مجھے گھر سے نکال دیں گی ۔حضور نے یہ بات سُنی اور فرمایا: بی بی آپ گھر جائیں وہ آپ کو کچھ نہیں کہیں گی ۔وہ کہتی تھیں کہ میں ڈرتے ڈرتے اور بہت گھبراتے ہوئے گھر واپس آئی لیکن جس طرح حضرت خلیفہ اوّل نے فرمایا تھا پھوپھی جی بالکل خاموش رہیں اور بیعت کے بارے میں ایک لفظ بھی نہ کہا۔

ہماری ان دادی کا تذکرہ آیا ہے تو ان کے تعارف کے طور پر عرض کردوں کہ یہ مرزا امام دین صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چچازاد بھی تھے اور سخت معاند اور دشمن تھے، کی بیٹی تھیں خدا کی قدرت ہے کہ ایسے معاند اور دشمن کی بیٹی نے حضرت خلیفۃ المسیح اول کے ہاتھ پر بیعت کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی گواہی دی بلکہ ایمان میں اس قدر ترقی کی کہ صاحب کشف رؤیا اور الہام ہوئیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ایک جگہ آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ عورتوں میں اتنی صاحب الہام اور کشف کم ہی ہوئی ہیں سچ ہے **یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحئی۔** (الروم ۔۴۰)

ایک چھوٹا سا واقعہ میرے والد کا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک بار مجھے پیشاب جلن کے ساتھ آنے کی تکلیف ہوگئی میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی خدمت میں حاضر ہوا اور تکلیف بتا کر دوائی کے لئے عرض کیا حضور نے میری بات سن کر ایک کاغذ پر مجھے نسخہ لکھ کر عنائیت فرمایا جب میں نے دیکھا تو اُسمیں نیم ابلا ہوا انڈہ کھانے کا بھی لکھا ہوا تھا۔ ابا جان کہتے ہیں میری بے وقوفی کہ میں نے عرض کیا کہ حضور اس بیماری میں گرم چیز تو نہیں کھانی چاہیے ۔اور آپ نے اس میں انڈہ لکھا ہے جو گرم ہوتا ہے ابا جان کہتے تھے کہ میرے اس کہنے پر حضور نے نسخہ میرے ہاتھ سے لے کر پھاڑ دیا اور فرمانے لگے نہ تم حکیم نہ تمہارا باپ حکیم نہ تمہارا دادا حکیم ہاں تمہارے پڑدادا یعنی حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب بہت بڑے حکیم تھے لیکن ''پڑ پیاتے ساک گیا'' نیز فرمایا ہم نے تمہارے دادا کی حکیم سمجھ کر بیعت نہیں کی آخر ابا جان کے بار بار عرض کرنے پر دوبارہ وہی نسخہ لکھ دیا ۔

میرے والد انٹرنس یعنی میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد آگے پڑھنے کے لئے سرسید احمد خان کے قائم کردہ علی گڑھ کالج میں داخل ہوئے ۔علی گڑھ میں ابا جان کے علاوہ اور بھی کئی احمدی طالب علم موجود تھے ۔ایک موقعہ پر حضرت خلیفہ اول نے علی گڑھ کے احمدی طلباء کو اُن کی ذمہ داریوں کے بارے میں توجہ دلاتے ہوئے ایک خط لکھا تھا یہ خط آج بھی احمدی طلباء کیلئے بلکہ تمام احمدیوں کیلئے ایک اہم نصیحت کی حیثیت رکھتا ہے جس پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے اس لئے یہ خط بھی پیش کر رہا ہوں ۔

## خط

''نورالدین کیطرف سے بگرامی خدمت عزیزان مرزا عزیز احمد، میاں فقیر اللہ، خیر الدین، سردار خان

بمولوی عبدالقادر، شیر محمد، بدرالحسن، محمود صاحب، عمر حیات، علاؤالدین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے پیارو جہاں تم ہو۔ وہ بڑے بڑے امتحانوں کی جگہ ہے وہاں بی۔اے۔ایف۔اے کیساتھ کیمرج ۔آکسفورڈ کی ہوا بھی چلتی ہے اور ہم لوگ وادی غیر ذرع کی ہوا کے گرویدہ ہیں اور اس کے دل دادہ۔ذرہ ہمت سے کام لو؟ .... **فاز فوزاً عظیما** کا گروہ بنو۔آمین یارب العالمین

نورالدین ۱۹؍جنوری ۱۹۱۰ء

علی گڑھ سے بی۔اے کرنے کے بعد ابا جان ایم اے اکنامکس کرنے کے لئے گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے۔آپ بتاتے تھے کہ بعض وجوہ سے میری توجہ پڑھائی کی طرف کم ہوگئی تھی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں کالج کے امتحانات میں عموماً فیل ہوجاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب یونیورسٹی کے امتحان نزدیک آئے تو میری تیاری کچھ بھی نہ تھی امتحان میں چند روز باقی تھے ایک رات پڑھتے پڑھتے مجھے دیر ہوگئی سونے سے پہلے مجھے خیال آیا کہ وقت تو تہجد کا ہو ہی گیا ہے تہجد ہی پڑھ لیتا ہوں۔وضو کر کے میں نماز پڑھنے لگ گیا۔سجدے میں میرے دل میں خیال آیا کہ امتحان میں اول آنے کی دعا کیوں نہ مانگوں۔چنانچہ کہتے ہیں میں نے دعا کی کہ یا اللہ مجھے یونیورسٹی کے امتحان میں اول نمبر پر پاس کر دے وہ کہتے ہیں یہ دعا میری پڑھائی کی حالت کے پیش نظر ایسی عجیب تھی کہ نماز میں ہی میری ہنسی نکل گئی۔خیر میں نماز مکمل کر کے سو گیا۔رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل تشریف فرما ہیں اور مجھے فرماتے ہیں کہ تم یونیورسٹی میں اول نمبر پر پاس ہو گے مزید یہ فرمایا کہ تہجد کی نماز سے تمہارے بڑے بڑے کام ہوں گے۔اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی ۔چند روز بعد امتحان سے فارغ ہونے کے بعد میں قادیان گیا تو حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی خواب سنا کر دعا کے لئے عرض کیا۔حضور نے فرمایا تم یقیناً یونیورسٹی میں اول نمبر پر پاس ہو گے ابا جان کہتے ہیں کہ چونکہ میں اپنی تعلیمی حالت اور تیاری سے اچھی طرح واقف تھا اور جو پرچے میں نے دیئے تھے اُن کا بھی مجھے علم تھا میں نے عرض کیا کہ حضور یہ بات تو ناممکن ہے حضور فرمانے لگے چلو شرط لگاتے ہیں میں نے عرض کیا شرط تو حضور فرماتے ہیں جائز نہیں فرمانے لگے ہم جائز شرط لگائیں گے اگر تم اول آ گئے تو پچاس روپے یتامیٰ کی امداد کے لئے دینا اور اگر تم اول نہ آ سکے تو میں تمہیں پچاس روپے دے دوں گا۔

ابا جان بتاتے تھے کہ اُن دنوں نتائج امتحان کے چند روز کے بعد ہی آ جاتے تھے اُسی روز یا اُس سے اگلے روز میاں شیخ محمد صاحب جوڈا کیہ تھے مجھے بازار میں ملے اور اونچی آواز میں مبارکباد دیتے ہوئے کہا تم اول آئے ہو پھر اور میرے دوستوں کی پندرہ بیس مبارکباد کی تاریں مجھے دیں۔

ابا جان کہتے ہیں کہ چونکہ نتیجہ میری توقع اور میری امتحان کی تیاری کے بالکل خلاف تھا اس لئے مجھے شبہ ہوا کہ میرے دوستوں نے مجھ سے مذاق کیا ہے اور صحیح صورتِ حال پتہ کرنے کے لئے میں خود لاہور گیا وہاں جا کر کالج اور یونیورسٹی سے پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ یہی نتیجہ ہے۔

اس موقعہ پر صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے کہا وہاں بھی ایک لطیفہ ہوا وہ بھی سن لیں ۔ گورنمنٹ کالج میں حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے ایک دوست کام کرتے تھے جب ابا جان نے نتیجہ دیکھ لیا تو ان کے پاس گئے اور کہنے لگے ''چاچا جی میں نتیجے دا پتہ کرنا اے'' انہوں نے جواب دیا کہ ''او تھے نوٹس بورڈ تے ویکھ او تھے نتیجہ لگیا ہویا اے'' ابا جان اپنے نتیجہ سے اتنے حیران تھے کہ کہنے لگے چاچا جی اوتھے تے لکھیا کہ میں فرسٹ آں تو انہوں نے کہا جدوں لکھیا ہے تے فیر تو فرسٹ ای ایں۔''

ابا جان کہتے ہیں کہ میں قادیان واپس آیا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر حضور کو اطلاع دی جس پر حضور نے فرمایا کہ میاں ہم نے تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا۔ ابا جان یہ بھی بتاتے تھے کہ حضور کی دوسری بات کہ تجھ سے تمہارے بڑے بڑے کام ہونگے کو بھی میں نے اپنی زندگی میں آزمایا اور جب بھی میں نے کسی امر کے متعلق تہجد میں دعا کی اللہ نے میرا وہ کام کر ہی دیا۔ الحمدللہ علی ذالک۔

خاکسار اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک چچا زاد مرزا امام دین صاحب کا ذکر کر چکا ہے وہ حضور کے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ (......) کے شدید دشمن اور مخالف تھے اور اسلامی احکام کا مذاق اڑانا اُن کا معمول تھا ان کے چھوٹے بھائی مرزا نظام دین صاحب تھے یہ بھی بڑے بھائی کے ساتھ مل کر مخالفت پر ہمیشہ کمر بستہ رہتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیوں کو تنگ کرتے رہتے تھے۔

عمو صاحب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سے میں نے یہ بات کئی مرتبہ سُنی ہے آپ بیان فرماتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد کی بات ہے حضور کی پیش گوئی کے مطابق طاعون کے نتیجے میں مرزا نظام دین صاحب کے گھر میں بہت سی اموات ہوئیں۔ آخر کار گھبرا کر مرزا نظام دین صاحب حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی خدمت میں حاضر ہوئے اور روتے ہوئے عرض کی کہ مولوی صاحب بھائی صاحب یعنی مرزا امام دین صاحب مخالفت کرتے تھے اور مجھے اُن کا ساتھ دینا پڑتا تھا۔ اب تو میں مخالفت نہیں کرتا اور یہ عرض کر کے زار زار رونے لگ گئے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے تھے اُن کی حالت اور رونا دیکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح اول بھی رو پڑے اور بھرائی ہوئی آواز میں فرمانے لگے مرزا صاحب میں خدا کی تقدیر کو تو نہیں بدل سکتا۔

حضرت خلیفہ اول کا یہ فرمان مخالفین صداقت کے ساتھ ہونے والے سلوک پر روشنی ڈالتا ہے۔ لیکن یہ ایک عجیب بات ہے کہ ان دونوں بھائیوں یعنی مرزا امام دین صاحب اور مرزا نظام دین صاحب کی مخالفت، دشمنی اور عناد کا خدا تعالیٰ نے ان سے عجیب رنگ میں انتقام لیا۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں صاحبزادہ مرزا رشید احمد صاحب کی والدہ جو ہماری دوسری دادی ہیں مرزا امام دین صاحب کی بیٹی تھیں وہ اپنے خاوند حضرت مرزا سلطان احمد صاحب سے تقریباً بیس سال قبل حضرت خلیفۃ المسیح اول کے ہاتھ پر بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئیں اور اور مرزا نظام دین صاحب کے بیٹے مرزا گل محمد صاحب خلافت ثانیہ میں جماعت میں شامل ہو گئے۔ اس موقعہ پر یہ بیان کرنا بے جا نہ ہوگا کہ جب مرزا نظام دین

صاحب کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (......) کو کہلا کر بھیجا کہ میرے بعد میرے بیٹے مرزا گل محمد کا خیال رکھیں، جب اس بات کا حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کو پتہ چلا تو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ یاد رکھیں سانپ کا بچہ سنپولیا ہی ہوتا ہے۔لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (......) کے حسن سلوک نے مرزا گل محمد صاحب پر ایسا اثر کیا کہ وہ نہ صرف احمدی ہو گئے بلکہ جماعت کے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ساتھ انہوں نے وفا اور فرمانبرداری کا ایسا تعلق قائم کیا کہ جو قابل تحسین ہے۔گویا دونوں انتہائی شدید مخالفین کی اولاد بیعت کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی اولاد میں شامل ہو گئی اللھم صل علیٰ محمد و آل محمد و بارک و سلم اور یہیں تک نہیں بلکہ ہماری دادی بیعت کرنے کے بعد اپنی جن پھوپھی کی وجہ سے گھر جانے سے ڈر رہی تھیں اور جو مرزا امام دین صاحب اور مرزا نظام دین صاحب کی بڑی بہن اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بھائی حضرت مرزا غلام قادر صاحب کی بیگم تھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں حضور کی سخت مخالف اور دشمن تھیں وہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے عہد میں بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہو گئیں اور ان کی بیعت کے ساتھ حضرت مسیح موعود کا یہ الہام پورا ہوا ''تائی آئی'' کیونکہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تائی تھیں جن کی انہوں نے بیعت کی تھی۔اس بات کو نظم کرتے ہوئے حسن رہتاسی صاحب نے مصرع لکھا: ''تائی والے کے زمانے میں وہ تائی آئی''!

اب آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح اول کے مقام اور مرتبہ کے بارے میں ایک واقعہ اور سن لیں۔میرے نانا حضرت میر محمد اسحٰق صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جب حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب بیمار تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میری یہ ڈیوٹی لگائی کہ جب آپ حضرت مولوی صاحب کو دیکھنے تشریف لے جائیں تو میں آپ کے ساتھ جایا کروں۔ایک دن حضرت مولوی صاحب کی طبیعت کچھ زیادہ ناساز تھی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے میں حضور کے ساتھ تھا مولوی صاحب کی طبیعت پوچھنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے گھر میں تشریف لائے۔میں بھی حضور کے ساتھ آیا اپنے مکان میں تشریف لا کر حضرت صاحب نے ایک الماری میں سے کچھ دوائیں نکالیں اور حضرت اماں جان کے دالان میں زمین پر بیٹھ گئے اور ان دواؤں میں سے کچھ دوائیں پڑیہ بنانے کے لئے نکالنے لگے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فکرمندی کو دیکھ کر حضرت اماں جان بھی آ کر حضور کے پاس بیٹھ گئیں اور جیسے کوئی کسی کو تسلی دیتا ہے اس طرح سے آپ نے حضور سے کلام کرنا شروع کر دیا کہ جماعت کے بڑے بڑے عالم فوت ہو رہے ہیں مولوی برہان الدین صاحب فوت ہو گئے مولوی عبدالکریم صاحب فوت ہو گئے اب مولوی صاحب بھی بیمار ہو گئے ہیں خدا تعالیٰ مولوی صاحب کو صحت دے۔حضرت اماں جان کی یہ باتیں سن کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

**''یہ شخص ہزار عبدالکریم کے برابر ہے''**

نانا جان نے مزید کہا کہ بالکل یہی الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائے تھے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے بارے میں حضور کا فرمان آپ نے سنا اس فرمان کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس چھوٹے سے

فقرے میں جس عبدالکریم کا ذکر ہے وہ کوئی عام احمدی نہ تھا۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک نہایت قریبی مرید تھا جس کے وصال پر حضور نے فارسی میں ایک نظم تحریر کی جسمیں آپ فرماتے ہیں:

کَے تُواں کردن شُمارِ خُوبیٔ عبدُ الکریم
آنکہ جاں داد، از شجاعت، بر صراطِ مُستقیم

عبدالکریم کی خوبیاں کیونکر گنی جاسکتی ہیں جس نے شجاعت کے ساتھ صراط مستقیم پر جان دی۔

گرچہ جنسِ نیکواں، ایں چرخ بسیار آورد
کم بزاید مادرے، با ایں صفا دُرِّ یتیم

اگر چہ آسمان نیکوں کی جماعت بکثرت لاتا رہتا ہے مگر ایسا شفاف اور قیمتی موتی ماں بہت کم جنا کرتی ہے۔

مُدّتے در آتشِ نیچر فرو اُفتادہ بُود
ایں کرامت بیں، کہ از آتش بروں آمد سلیم

ایک مدت تک وہ نیچریت کی آگ میں پڑا رہا مگر اس کی یہ کرامت دیکھ کہ آگ سے سلامت نکل آیا۔

زیں عجب تر آنکہ اُو، در صحبتم در چند روز
مظہرِ اسرارِ حق شد، عارفِ رازِ قدیم

اس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے کہ میری چند روز کی صحبت میں اسرار الٰہی کا مظہر اور ازلی رازوں کا عارف ہوگیا۔

گوہرش، چُوں آب وتاب داشت، از فہم رسا
ہر چہ ما گفتیم، داخل شد دراں طبعِ فہیم

اس کی فطرت چونکہ فہم رسا کی آب و تاب رکھتی تھی اس لئے جو کچھ بھی ہم کہتے تھے وہ اس کی زیرک طبیعت میں داخل ہوتا جاتا تھا۔

دِل بدرد آمد، زہجرِ ایں چنیں یک رنگ دوست
لیک خوشنودیم بر فعلِ خداوندِ کریم

اگر چہ ایسے یک رنگ دوست کی جدائی سے دل کو تکلیف ہے لیکن ہم خداوند کریم کے فعل پر راضی ہیں۔

آہ! روزِ چارشنبہ بُود، بر ما سخت تر
ز آتشِ سوزاں، چو از ما شد جدا یارِ صمیم

آہ۔ بدھ کا دن ہم پر بہت سخت تھا۔ جلانے والی آگ سے بھی زیادہ۔ جب ہمارا دلی دوست ہم سے جدا ہوگیا۔

داغِ ہجراں داد، در مُفت وچہل، از عُمرِ خویش
ماہِ شعباں بُود، چُوں پیش آمد ایں فزعِ الیم

اس نے اپنی عمر کے سنتالیسویں سال میں ہم کو جدائی کا داغ دیا۔ شعبان کا مہینہ تھا جب یہ دردناک مصیبت پیش آئی۔

یہ تو خدا کے پاک مسیح کے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے بارے میں جذبات تھے جبکہ مسیح موعود کے خدا نے مسیح موعود کو وحی کرتے ہوئے آپ کا نام لیکر آپ کو (.....) کا لیڈر قرار دیا تھا۔ اور فرمایا تھا (.....) کا لیڈر عبدالکریم"

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے اس مقام اور مرتبہ کو ذہن میں رکھیں۔ اور پھر حضور کے اس فقرہ پر غور کریں اور حضرت خلیفۃ المسیح اول کے مقام کا اندازہ کریں کہ

"یہ شخص ہزار عبدالکریم کے برابر ہے"

**اللھم صل علیٰ محمد و آل محمد و بارک وسلم**

☆☆☆

## (بقیہ از صفحہ نمبر 31)

..... داخل ہو رہے ہیں ان کے احمدیوں کو کہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں اپنی اصلاح کر لیں اور جماعتی نظام اور ذیلی تنظیموں کا نظام جو ہے یہ بھی ان بیاہ شادیوں پہ نظر رکھیں۔ اور جہاں کہیں بھی اس قسم کی بیہودہ فلموں کے ناچ گانے یا ایسے گانے جو سراسر شرک پھیلانے والے ہوں، دیکھیں تو ان کی رپورٹ ہونی چاہئے، اس بارے میں قطعاً کوئی ڈرنے کی ضرورت نہیں کہ کوئی کس خاندان کا ہے اور کیا ہے؟

**(خطبات مسرور جلد سوم صفحہ ۶۸۷۔۶۸۸)**

مزید فرمایا ! اللہ کرے کہ ہم ہر قسم کے رسم و رواج، بدعتوں اور بوجھوں سے اپنے آپ کو آزاد رکھنے والے ہوں، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں، آنحضرت ﷺ کی سنت پر عمل کرنے والے ہوں اور ہمیشہ اس زمانے کے حکم و عدل کی تعلیم کے مطابق دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں، دین کو دنیا پر مقدم کرنا بھی ایسا عمل ہے جو تمام نیکیوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے اور تمام برائیوں اور لغو رسم و رواج کو ترک کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

**(خطبات مسرور جلد سوم صفحہ ۷۰۰)**

**اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے! آمین ثُم آمین**

☆☆☆

# قرارداد تعزیت بروفات حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب

ہم اراکین مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان سلسلہ کے جید عالم بے لوث خادم، مؤرخ احمدیت حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب کی وفات پر گہرے دکھ اور غم کا اظہار کرتے ہیں۔

محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے 63 سال سے زائد عرصہ جماعت کی خدمت کی توفیق پائی اور 26 اگست 2009ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**

محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب 1935 میں مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل ہوئے۔ 1946 میں مولوی فاضل کا امتحان نمایاں پوزیشن کے ساتھ پاس کیا اور اکتوبر 1951 میں جامعۃ المبشرین ربوہ کی طرف سے پہلی کامیاب ہونے والی شاہد کلاس میں آپ شامل تھے۔

26 جون 1953 کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے محترم مولانا صاحب کو تاریخ احمدیت کی تدوین کی ذمہ داری سونپی جسے آپ نے تادم آخر خوب محنت اور مہارت کے ساتھ نبھایا۔ اور اب تک 20 جلدیں تاریخ احمدیت کی منظر عام پر آچکی ہیں۔

آپ کی چالیس سے زائد تالیفات مختلف موضوعات پر چھپ چکی ہیں اور بعض کے تراجم بھی شائع شدہ ہیں۔

قومی اسمبلی پاکستان 1974 میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی قیادت میں جو نمائندہ وفد گیا تھا اس میں آپ کو بھی شمولیت اور گرانقدر خدمت کی توفیق ملی۔

آپ کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں مہتمم اشاعت اور مدیر ماہنامہ خالد کے فرائض سرانجام دینے کی بھی توفیق ملی اور مجلس انصاراللہ مرکزیہ میں نائب قائد اشاعت رہے۔ آپ نے بطور قاضی سلسلہ بھی خدمت کی توفیق پائی آپ مجلس افتاء اور ریسرچ سیل کے بھی ممبر تھے اور مجلس شوریٰ جماعت احمدیہ پاکستان کے بھی خصوصی رکن تھے۔

1988 اور مئی 1990 میں سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں اسیر راہ مولیٰ بھی رہے اور اپنی اسیری کے دوران بھی دعوت و(......) کا فریضہ ادا کرتے رہے۔ کیمبرج کے ایک عالمی ادارے انٹرنیشنل بلیوگرافیکل کی طرف سے آپ کو ''مین آف دی ایئر 93-1992 '' کا اعزاز دیا گیا یہ اعزاز ایسی خاص علمی شخصیات کو دیا جاتا ہے جن کی صلاحیتوں اور کامیابیوں کا عالمی سطح پر اعتراف کیا جاتا ہے۔

آپ نے چار خلفائے احمدیت کا زمانہ پایا۔ آپ کو خلافت سے بے انتہا عشق تھا اور جب بھی حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے کسی کام کے سلسلہ میں ارشاد موصول ہوتا تو بلا توقف اس کام کو سرانجام دینے کے لیے دن رات مصروف ہو جاتے

اور جب تک اس کام کو مکمل نہ کر لیتے کسی اور کام کرنے کو جائز نہ سمجھتے ۔اور آپ خلافت احمدیہ کے سلطان نصیر تھے اور اپنے ساتھ کام کرنے والوں کو بھی یہی درس دیتے ۔

آپ انتھک محنت کرنے والے، وقت کی قدر و قیمت کا احساس کرنیوالے، بے نفس مخلص باوفا، عالم باعمل، خادم سلسلہ تھے۔

آپ کا مطالعہ بہت وسیع اور گہرا تھا اور کتب سے بے پناہ محبت تھی اور نادر کتب کے حصول کے لیے آپ نے دور دراز کے سفر بھی کئے اور اپنے گھر میں بھی قیمتی اور نایاب کتابوں کا خزانہ اپنی ذاتی لائبریری کی صورت میں محفوظ رکھا جو آپ کا ایک قیمتی ورثہ ہے خدا تعالیٰ نے آپ کو بلا کا حافظہ عطا کیا تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپکو "حوالوں کا بادشاہ" قرار دیا۔اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا "میں تو کہا کرتا تھا کہ وہ تو ایک انسائیکلوپیڈیا ہیں"۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولوی صاحب کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور آپ کی خدمات دینیہ کو قبول فرمائے اور جماعت کو آپ کے نعم البدل عطا کرے، آمین

ہم اراکین مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت مولوی صاحب کے صاحبزادے اپنے رفیق کار مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر اور آپ کی ہمشیرگان اور دیگر عزیز و اقارب سے دلی غم اور رنج کا اظہار کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ مولانا صاحب موصوف کی اولاد کو صبر جمیل دے اور آپکی دعاؤں کا وارث بنائے اور نیک کاموں کی تقلید و تکمیل کی توفیق عطاء کرے، آمین

(ہم ہیں اراکین مجلس انصاراللہ پاکستان)

☆ ☆ ☆

# محمد ﷺ کی گلی میں

(ارشاد عرشی ملک)

ہر درد کا درماں ہے محمد ﷺ کی گلی میں
ہر خار گلستاں ہے محمد ﷺ کی گلی میں

دنیا کی نظر میں نہیں جس کی کوئی وقعت
وہ یوسف کنعاں ہے محمد ﷺ کی گلی میں

دیوار سے لگ لگ کے جو روتا رہا تنہا
محفل کی وہی جان ہے محمد ﷺ کی گلی میں

ہر بے کس و مفلس کے لئے لطف مسلسل
یہ جنس فراواں ہے محمد ﷺ کی گلی میں

کچھ کھیل نہیں وصل خدا اے دل ناداں
یہ کام پر آساں ہے محمد ﷺ کی گلی میں

عرشی کی کچھ اوقات اگر ہے تو بس اتنی
اک عاشق گریاں ہے محمد ﷺ کی گلی میں

# بدرسوم کے خلاف جہاد

(مکرم غلام مصطفیٰ منصور صاحب ۔کراچی)

معاشرے اور قوم کے رسم و رواج ایسی پھانسیاں ہوتی ہیں جو گردن سیدھی نہیں ہونے دیتی عقل و شعور سے عاری کر دیتی ہیں، اور ہر طرف اس کے لئے تاریکی چھا جاتی ہے اور انسان الٰہی نور سے محروم ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعامات سے محروم ہو جاتا ہے، بدعات سے اجتناب کی تاکید کرتے ہوئے ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے متعدد مقامات پر ارشاد فرمایا، چند احادیث مبارکہ پیش کرتا ہوں۔

**حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:**

میری امّت کے لوگ میرے حوض کوثر پہ آویں گے اور میں لوگوں کو ہٹا دوں گا، اس پر سے جیسے ایک مرد دوسرے مرد کے اونٹوں کو ہٹاتا ہے، لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ہمیں پہچان لے گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! تمہاری نشانی ایسی ہوگی جو کسی اور امت کے پاس نہ ہوگی تم آ ؤ گے میرے پاس سفید پیشانی لے کر وضو کی وجہ سے اور ایک گروہ روکا جاوے گا میرے پاس آنے سے وہ مجھ تک نہ آ سکے گا تب میں عرض کروں گا کہ اے پروردگار! یہ تو میرے لوگ ہیں اس وقت ایک فرشتہ مجھے جواب دے گا کیا آپ نہیں جانتے ان لوگوں نے آپ ﷺ کے بعد دنیا میں نئے نئے کام یعنی بدعات ایجاد کیں۔ (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ)

**پھر ایک دوسری حدیث مبارکہ میں حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں:**

ایک دن ہم لوگ رسول کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ پر غنودگی سی طاری ہوئی، پھر مسکراتے ہوئے آپ ﷺ نے سر اٹھایا جس پر ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کس چیز پر مسکرائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجھ پر ابھی ابھی قرآن کریم کی ایک سورۃ نازل ہوئی ہے چنانچہ آپ ﷺ نے **بسم اللہ الرحمن الرحیم** پڑھ کر **اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر** کی پوری سورۃ پڑھی اور فرمایا تم لوگ جانتے ہو کوثر کیا چیز ہے؟ ہم نے عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کوثر ایک نہر ہے جس کا پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اس میں بہت سی خوبیاں ہیں اور بروزِ محشر میرے اُمتی اُس حوض کا پانی پینے کے لئے آئیں گے، اس حوض پر اتنے برتن ہیں جیسے آسمان پر ستارے، ایک شخص کو وہاں سے بھگا دیا جائے گا جس پر میں کہوں گا اے اللہ! یہ شخص میرا اُمتی ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا نہیں یہ آپ کا اُمتی نہیں بلکہ یہ اُن لوگوں میں سے ہے جنہوں نے آپ کے بعد نئے نئے کام نکالے اور بدعتیں ایجاد کیں۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب حجۃ من قال البسملۃ آیۃ من اول کل سورۃ)

**پھر ایک تیسری حدیث مبارکہ میں حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں:**

رسول اللہ ﷺ جب خطبہ پڑھتے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہوجاتی اور آواز بلند ہوجاتی اور جوش زیادہ ہوجاتا گویا وہ ایک ایسے لشکر سے ڈرانے والے ہیں کہ جو صبح یا شام کو آنے والا ہے اور فرماتے تھے کہ میں اور قیامت یوں بھیجے گئے ہیں اور اپنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی ملاتے اور کہتے کہ خدا کی حمد کے بعد جانو کہ ہر بات سے بہتر اللہ کی کتاب ہے اور ہر ہدایت سے بہتر محمد رسول اللہ ﷺ کی ہدایت ہے اور سب کاموں سے بُرے نئے کام ہیں اور ہر نیا کام گمراہی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الجمعه)

**اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:**

یقیناً سب سے سچی تعلیم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بیان ہوئی ہے اور سب سے بہتر ہدایت (طریق) محمد ﷺ کی سنت ہے اور سب سے برے امور (میری سنت میں) نئی چیزیں پیدا کرنا ہے، کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی کا انجام بالآخر دوزخ ہے۔

(سنن نسائي كتاب الصلوٰة العيدين باب كيف الخطبة)

**پھر ایک اور جگہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:**

جس نے (.....) میں کوئی اچھی روایت قائم کی تو اُسے اپنے ثواب کے علاوہ ان لوگوں کا ثواب بھی ملے گا جو اس پر عمل کریں گے، بغیر اس کے کہ اُن کے ثواب میں کمی کی جائے اور جو کوئی (.....) میں بُری روایت جاری کرے گا تو اُسے اپنے گناہ کے علاوہ ان لوگوں کے گناہوں میں سے بھی حصہ ملے گا جو اس پر عمل پیرا ہوں گے، بغیر اس کے کہ اُن کے گناہوں میں کوئی کمی کی جائے۔

(مسلم كتاب الزكوٰة باب الحث علىٰ الصدقة)

یعنی بدعات سب سے بُرے کام ہیں اور بدعات ہی گمراہی کی طرف لے جاتی ہیں، رسول اللہ ﷺ کے حوض کوثر سے محروم کرنے والی بھی بدعات ہی ہیں بدعات میں مبتلا ہو کر انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعامات سے محروم ہوجاتا ہے، اور ایسے حالات میں سچی توحید دنیا سے مٹ جاتی ہے اور مشرکانہ رسوم مذہب کا درجہ اختیار کر لیتی ہیں۔ پھر جب خدا چاہتا ہے تو مولا کریم کی رحمت جوش میں آتی ہے اور اس گمراہی کو نور میں بدلنے کے لئے اور اپنی توحید کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے ماموریں کو بھیجتا ہے، کہ نورِ خدا، شریعت یعنی سچے دین کو دنیا میں قائم کریں اور جو زائد باتیں یا غلط امور بطور رسم اور بدعت لوگ اپنی طرف سے مذہب میں شامل کر دیتے ہیں ان کو مٹا دیں، یہی کام اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے سپرد ہوا۔ تمام بدرسوم کی نشاندہی کر کے ان کے خلاف جہاد کیا اور صراط مستقیم کی طرف راہنمائی فرمائی، یہی کام آپؑ کے خلفاء کا رہا اور وہ بھی اپنے اپنے زمانہ میں مروجہ رسوم و بدعات کا قلع قمع کرنے میں مصروف رہے، چنانچہ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بدرسوم کے خلاف جہاد کا اعلان کرتے ہوئے ۲۳ جون ۱۹۶۷ء کو بیت المبارک ربوہ میں ارشاد فرمایا:

''ہماری جماعت کا پہلا اور آخری فرض یہ ہے کہ توحید خالص کو اپنے نفسوں میں بھی اور اپنے ماحول میں بھی قائم کریں اور شرک کی سب کھڑکیوں کو بند کر دیں، ہمارے گھروں میں صرف توحید کے دروازے ہی کھلے رہیں اور شرک کی سب راہوں کو ہم کلیتہً چھوڑ دیں اور توحید کی راہوں پر بشاشت کے ساتھ چلنے لگیں ہم بھی اور ہمارے بھائی بھی اور نوع انسان کے رشتہ سے جو ہمارے بھائی ہیں وہ بھی اس توحید خالص کی تعلیم پر قائم ہو جائیں۔

توحید کے قیام میں ایک بڑی روک بدعت اور رسم ہے یہ ایک حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہر بدعت اور ہر بدرسم شرک کی ایک راہ ہے اور کوئی شخص توحید خالص پر قائم ہونا چاہے وہ توحید خالص پر قائم نہیں ہو سکتا جب تک وہ تمام بدعتوں اور تمام بد رسوم کو مٹا نہ دے۔..... احمدی گھرانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ تمام بد رسوم کو جڑ سے اُکھیڑ کے اپنے گھروں سے باہر پھینک دیں۔..... ہر گھرانے کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں ہر گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر اور ہر گھرانہ کو مخاطب کر کے بدرسوم کے خلاف جہاد کا اعلان کرتا ہوں اور جو احمدی گھرانہ بھی آج کے بعد ان چیزوں سے پرہیز نہیں کرے گا اور ہماری اصلاحی کوشش کے باوجود اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوگا وہ یہ یاد رکھے کہ خدا اور اس کے رسول اور اس کی جماعت کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے، وہ اس طرح جماعت سے نکال کے باہر پھینک دیا جائے گا جس طرح دودھ سے مکھی۔ پس قبل اس کے کہ خدا کا عذاب کسی قہری رنگ میں آپ پر وارد ہو یا اس کا قہر جماعتی نظام کی تعزیر کے رنگ میں آپ پر وارد ہو اپنی اصلاح کی فکر کرو اور خدا سے ڈرو اور اس دن کے عذاب سے بچو کہ جس دن کا ایک لحظہ کا عذاب بھی ساری عمر کی لذتوں کے مقابلہ میں ایسا ہی ہے کہ اگر یہ لذتیں اور عمریں قربان کر دی جائیں اور انسان اس سے بچ سکے تو تب بھی وہ مہنگا سودا نہیں سستا سودا ہے۔''

**(خطبات ناصر جلد اول صفحہ ۷۵۸ـ۷۶۳)**

**اسی طرح حضورؒ نے ۹ ستمبر ۱۹۶۶ء بمقام مری خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ:**

''اگر تم قرب الٰہی چاہتے ہو تو رسوم اور بدعات کی بجائے قرآنی راہ ہدایت اور صراط مستقیم تمہیں اختیار کرنا پڑے گا۔ جب تک رسوم و بدعات کے دروازے تم اپنے پر بند نہیں کر لیتے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے دروازے تم پر کھل نہیں سکتے۔..... **پس ہر احمدی پر**، ہر احمدی خاندان اور ہر احمدی تنظیم پر یہ فرض ہے کہ وہ خود بھی اپنے آپ کو رسوم اور بدعتوں سے بچائے رکھے، محفوظ رکھے اور اس بات کی بھی نگرانی کرے کہ کوئی احمدی بھی رسوم و رواج کی پابندی کرنے والا نہ ہو اور بدعات میں پھنسا ہوا نہ ہو۔

**(خطبات ناصر جلد اول صفحہ ۳۷۸ـ۳۸۵)**

**رسوم وبدعات کی نشاندہی کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:**

''چونکہ قرآن شریف واحادیث صحیحہ نبویہ سے ظاہر وثابت ہے کہ ہر یک شخص اپنے کنبہ کی عورتوں وغیرہ کی نسبت جن پر کسی قدر اختیار رکھتا ہے سوال کیا جائے گا کہ آیا بے راہ چلنے کی حالت میں اس نے ان کو سمجھایا۔ اور راہ راست کی ہدایت کی یا نہیں ؟ اس لئے میں نے قیامت کی باز پُرس سے ڈر کر مناسب سمجھا کہ ان مستورات و دیگر متعلقین کو (جو ہمارے رشتہ دار و اقارب و واسطہ دار ہیں) ان کی بے راہیوں و بدعتوں پر بذریعہ اشتہار کے انہیں خبر دار کروں، کیونکہ

میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے گھروں میں قسم قسم کی خراب رسمیں اور نالائق عادتیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے گلے کا ہار ہو رہی ہیں اور ان بُری رسموں اور خلاف شرع کاموں سے یہ لوگ ایسا پیار کرتے ہیں جو نیک اور دینداری کے کاموں سے کرنا چاہئے.....
آج ہم کھول کر با آواز بلند کہہ دیتے ہیں کہ سیدھا راہ جس سے انسان بہشت میں داخل ہوتا ہے یہی ہے کہ شرک و رسم پرستی کے طریقوں کو چھوڑ کر دین(.....) کی راہ اختیار کی جائے اور جو کچھ اللہ جلشانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور اس کے رسول ﷺ نے ہدایت کی ہے اس راہ سے نہ بائیں طرف منہ پھیریں نہ دائیں اور ٹھیک ٹھیک اس راہ پر قدم ماریں......
یہ بھی عورتوں میں خراب عادت ہے کہ وہ بات بات میں مردوں کی نافرمانی کرتی ہیں اور ان کی اجازت کے بغیر ان کا مال خرچ کر دیتی ہیں اور ناراض ہونے کی حالت میں بہت کچھ بُرا بھلا ان کے حق میں کہہ دیتی ہیں۔ایسی عورتیں اللہ اور رسول کے نزدیک لعنتی ہیں ان کا نماز روزہ اور کوئی عمل منظور نہیں، اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہیں ہو سکتی جب تک پوری پوری اپنے خاوند کی فرمانبرداری نہ کرے۔اور دلی محبت سے اس کی تعظیم بجا نہ لائے اور پس پُشت یعنی اس کے پیچھے اس کی خیر خواہ نہ ہو۔اور پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ عورتوں پر لازم ہے کہ وہ مردوں کی تابعدار رہیں ورنہ ان کا کوئی عمل منظور نہیں اور نیز فرمایا ہے اگر غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم کرتا کہ عورتیں اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں، اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے حق میں کچھ بد زبانی کرتی ہے یا اہانت کی نظر سے اس کو دیکھتی ہے اور حکم ربانی سن کر پھر بھی باز نہیں آتی تو وہ لعنتی ہے۔ خدا اور رسول اس سے ناراض ہیں۔عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے خاوندوں کا مال نہ چُراویں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچاویں اور یاد رکھنا چاہئے کہ بغیر خاوند اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں ان سے پردہ کرنا ضروری ہے جو عورتیں نامحرم لوگوں سے پردہ نہیں کرتی شیطان ان کے ساتھ ساتھ ہے،عورتوں پر یہ بھی لازم ہے کہ بدکار اور بد وضع عورتوں کو اپنے گھروں میں نہ آنے دیں اور ان کو اپنی خدمت میں نہ رکھیں کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو........
ہماری قوم میں یہ بھی ایک بد رسم ہے کہ شادیوں میں صدہا روپیہ کا فضول خرچ ہوتا ہے۔سو یاد رکھنا چاہئے کہ شیخی اور بڑائی کے طور پر برادری میں بھاجی تقسیم کرنا اور اس کا دینا اور کھانا یہ دونوں باتیں عند الشرع حرام ہیں،اور آتش بازی چلوانا اور کنجروں اور ڈوموں کو دینا یہ سب حرام مطلق ہے،ناحق روپیہ ضائع جاتا ہے گناہ سر پر چڑھتا ہے صرف اتنا حکم ہے کہ نکاح کرنے والا بعد نکاح کے ولیمہ کرے یعنی چند دوستوں کو کھانا پکا کر کھلا دیوے۔"

**(مجموعہ اشتہارات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ ۸۴۔۸۷)**

**پھر حضورؑ فرماتے ہیں:**

جو چیز بُری ہے وہ حرام ہے اور جو چیز پاک ہے وہ حلال ہے۔خدا تعالیٰ کسی پاک چیز کو حرام قرار نہیں دیتا بلکہ تمام پاک چیزوں کو حلال فرماتا ہے ہاں جب پاک چیزوں ہی میں بُری اور گندی چیزیں ملائی جاتی ہیں تو وہ حرام ہو جاتی ہیں اب شادی کو دَف کے ساتھ شہرت کرنا جائز رکھا ہے لیکن اس میں جب ناچ وغیرہ شامل ہو گیا تو وہ منع ہو گیا ،اگر اسی طرح پر کیا جائے جس

طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو کوئی حرام نہیں۔ **(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۵۴-۳۵۵)**

**پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:**

شادی کے موقع پر مہندی اور اس کے ساتھ ساتھ متعلقہ جملہ رسوم جو رائج ہیں، ہمارے نزدیک غیر (......) ہیں ہماری جماعت کو اس سے بچنا چاہئے۔ **(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۲ء صفحہ ۲۴)**

۱۹۹۰ء کی مجلس مشاورت میں شادی بیاہ سے متعلق اسٹینڈنگ کمیٹی کی سفارشات پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے نہایت ہی پُر معارف ہدایت ارشاد فرمائیں، ان میں حضورؒ ارشاد فرماتے ہیں:

جو قباحتیں راہ پکڑ رہی ہیں ان میں سے ایک بے پردگی کا عام رجحان بھی ہے جو یقیناً احکام شریعت کی حدود پھلانگنے کے قریب ہو چکا ہے اور شادی والوں کی اس معاملہ میں بے حسی کو بھی ظاہر کرتا ہے، کیونکہ معزز مہمانوں میں بہت سی حیاء دار پردہ دار بیبیاں ہوتی ہیں بے دھڑک انٹ شنٹ فوٹو گرافوں یا غیر ذمہ دار اور غیر محرم مردوں کو بلا کے تصویریں کھنچوانا اور یہ پرواہ نہ کرنا کہ یہ معاملہ صرف خاندان کے قریبی حلقے تک ہی محدود رہے، اس بارہ میں بار بار نصیحت ہونی چاہئے کہ آپ نے اگر کوئی اندرونِ خانہ کوئی ویڈیو وغیرہ بنانی ہے تو پہلے مہمانوں کو متنبہ کر دیا جائے اور صرف محدود خاندانی دائرے میں ہی شوق پورے کئے جائیں۔ **(رپورٹ اسٹینڈنگ کمیٹی صفحہ ۱۰)**

سفارشات مجلس مشاورت ۲۰۰۹ء میں سفارش نمبر ۲۳ یہ ہے کہ پردہ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کے خواتین کے حصے میں کھانا کھلانے کے لئے خواتین ہی ہوں، جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا تھا کہ لجنہ کی ٹیمیں ہو یا اطفال معاونت کریں، اگر تقریب شادی حال میں رکھی ہو تو ایسا حال منتخب کیا جائے جہاں پردے کا انتظام ہو، بیرے خواتین کی طرف SERVE نہ کریں بلکہ موجود خواتین میں سے چند ایک کی ڈیوٹی لگا دی جائے۔'' **(صفحہ ۱۰-۱۱)**

**حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:**

میں تنبیہہ کرتا ہوں کہ ان لغویات اور فضولیات سے بچیں، پھر ڈانس ہے، ناچ ہے...... بعض دفعہ اس قسم کے بیہودہ قسم کے میوزک یا گانوں کے اوپر ناچ ہو رہے ہوتے ہیں اور شامل ہونے والے عزیز رشتہ دار اس میں شامل ہو جاتے ہیں تو اس کی کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دی جا سکتی...... بعض لوگ اکثر مہمانوں کو رخصت کرنے کے بعد اپنے خاص مہمانوں کے ساتھ علیحدہ پروگرام بناتے ہیں اور پھر اسی طرح کی لغویات اور ہلڑ بازی چلتی رہتی ہے گھر میں علیحدہ سے ناچ، ڈانس ہوتے ہیں چاہے لڑکیاں لڑکیاں ہی ڈانس کر رہی ہوں یا لڑکے لڑکے بھی کر رہے ہوں لیکن جن گانوں اور میوزک پہ ہو رہے ہوتے ہیں وہ ایسی لغو ہوتی ہیں کہ وہ برداشت نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے آج میں خاص طور پر پاکستان اور ہندوستان اور اس معاشرے کے لوگوں کو جہاں ہندوانہ رسم و رواج تیزی سے راہ پا رہے ہیں..... **بقیہ صفحہ نمبر 23 پر**

# تازہ اِنقلاب

آیا مسیح پاک تو کیا لایا انقلاب
تقدیر کل جہاں کے ستارے بدل گئے

اہل زمیں کے کیوں نہ بدلتے بھلا قلوب
جب چشم آسماں کے اِشارے بدل گئے

گلہائے رنگارنگ میں آیا ہے ایک رنگ
دامن میں ان کے گرتے ہی سارے بدل گئے

نہ ذات پات ہی رہی، نہ فرق اِس و آں
نوع بشر کی سوچ میں دھارے بدل گئے

ضم حق کے بحر میں ہوئے یوں موج موج ہم
دریائے زندگی کے کنارے بدل گئے

ہاتھ ان کے ہاتھ میں دیا کھویا متاع و مال
لیکن نفع میں اپنے خسارے بدل گئے

جن کی جبیں تھی فرش پر پہنچے ہیں عرش پر
آ دیکھ کس طرح سے وہ سارے بدل گئے

تقدیر کائنات کا تارہ بدل گیا
پلٹا فلک کا دور سیارے بدل گئے

پیدا اُسی جہاں میں ہے تازہ جہاں ہوا
اسلام زندگی کے نظارے بدل گئے

(عبدُالسلام اِسلام)

# تکبر

( مکرم محمد اسحاق چوہدری صاحب )

جس طرح اللہ تعالیٰ شرک کو سخت ناپسند کرتا ہے اسی طرح تکبر بھی اللہ تعالیٰ کی نظر میں مکروہ فعل ہے۔ جس طرح مشرک اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکتا اسی طرح متکبر کی بھی بخشش نہیں۔ تکبر وہ بُری عادت ہے یا موذی مرض ہے جو شخص اس میں مبتلا ہوا اُسکا دین اور دنیا دونوں تباہ و برباد ہو جاتے ہیں اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ تکبر کیا چیز ہے۔

## تکبر کیا ہے

عام طور پر فخر کرنا، غرور کرنا، دوسروں کو حقیر سمجھنا، اپنے آپ کو دوسروں پر ترجیح دینا اور اپنے تئیں خاص چیز قرار دینا بھی تکبر ہے۔ لیکن ماموز زمانہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ مگر تم شائد نہیں سمجھو گے کہ تکبر کیا چیز ہے، پس مجھ سے سمجھ لو کہ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔

ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقل مند یا زیادہ ہنر مند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اس کو دیوانہ کر دے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دیدے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے۔ کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اس کو دی تھی اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے، کہ اس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اسفل السافلین میں جا پڑے اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزا سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبر ہے اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کیا ایک دم میں اس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرکہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدت دراز تک اس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے۔ کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔

سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ۔ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے، ایک شخص جو اپنے

بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے، ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے۔ اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے، اور وہ جو خدا کے ماموراور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے حصہ ایک لیا ہے۔، اور وہ جو خدا کے ماموراور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے، سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو، تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل وعیال سمیت نجات پاؤ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو اور جس قدر دنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو، پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر تا تم پر رحم ہو۔

**(نزول المسیح روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۴۰۲۔۴۰۳)**

**قرآن کریم بھی اسی مضمون پر روشنی ڈالتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:۔**

''اور زمین پر اکڑ کر نہ چل تو یقیناً زمین کو پھاڑ نہیں سکتا اور قامت میں پہاڑوں کی بلندی تک نہیں پہنچ سکتا''

**(بنی اسرائیل آیت نمبر ۳۸)**

**دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔**

''اور (نخوت سے) انسانوں کے لئے اپنے گال نہ پُھلا۔ اور زمین پر یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھر۔ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں (اور) فخر ومباہات کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا''۔ **(لقمان آیت نمبر ۱۹)**

قرآن کریم کے علاوہ **احادیث نبویہ** میں بھی اس کا ذکر تفصیل سے آیا ہے چنانچہ چند احادیث، اس سلسلہ میں پیش خدمت ہیں۔

**1-** حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین باتیں گناہ کی جڑ ہیں ان سے بچنا چاہیئے

**i۔تکبر**۔۔ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر نے ہی شیطان کو اس بات پر اکسایا تھا کہ وہ آدم کو سجدہ نہ کرے۔

**ii۔حرص**۔۔ حرص سے بچو کیونکہ حرص نے ہی آدمؑ کو درخت ممنوعہ کا پھل کھانے پر اُکسایا تھا۔

**iii۔حسد**۔۔ حسد سے بچو کیونکہ حسد کی ہی وجہ سے آدمؑ کے دو بیٹوں میں سے ایک نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تھا۔

**(رسالہ قشیریہ باب الحسد صفحہ ۷۹)**

**2۔حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔**

جس شخص کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل نہ ہونے دے گا ایک صحابی نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ ہر انسان چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اس کی جوتی بھی اچھی ہو تا کہ وہ خوبصورت نظر آئے آپؐ نے فرمایا کہ یہ تکبر نہیں۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے تکبر دراصل یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کرنے لگے اور لوگوں کو

ذلیل سمجھے۔ان کوحقارت کی نظر سے دیکھے اور ان سے بُری طرح پیش آئے'' **(صحیح مسلم، کتاب الایمان)**

**3۔حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا؛۔**

''دوزخ اور جنت کی آپس میں بحث وتکرار ہوگئی دوزخ نے کہا مجھ میں بڑے بڑے، جابر اور متکبر داخل ہوتے ہیں اور جنت کہنے لگی کہ مجھ میں کمزور اور مسکین داخل ہوتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے فرمایا تو میرے عذاب کا مظہر ہے جسے چاہتا ہوں تیرے ذریعہ سے عذاب دیتا ہوں اور جنت سے کہا کہ تو میری رحمت کا مظہر ہے، جس پر چاہوں تیرے ذریعہ رحم کرتا ہوں۔اورتم دونوں میں سے ہر ایک کو اس کا بھرپور حصہ ملے گا''، **(صحیح مسلم۔کتاب الجنہ )**

**4۔حضرت عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ؛۔**

''جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔اور جس دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوگا وہ آگ میں داخل نہ ہوگا'' **(سنن ابن ماجہ)**

**5۔حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ دعا کرتے سنا ہے۔**

''اے میرے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ، اور مسکینی کی حالت میں موت دے۔اور مجھے مسکینوں کے گروہ سے اُٹھانا'' **(صحیح مسلم )**

**6۔ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہؐ خطاب کرتے ہوئے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ؛۔**

''اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی ہے کہ اس قدر تواضع اختیار کرو کہ تم میں سے کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے۔ایک دوسرے پر ظلم نہ کرے''۔ **(ابن ماجہ)**

**اب چند حوالہ جات جو حضرت مسیح موعودؑ نے بسلسلہ تکبر ارشاد فرمائے ہیں پیش کئے جاتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ؛۔**

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں، یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہاں میں انسان کو رسوا کرتی ہے خدا تعالیٰ کا رحم ہر یک موحد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبر کا نہیں۔شیطان بھی موحد ہونے کا دم مارتا تھا مگر چونکہ اس کے سر میں تکبر تھا اور آدم کو جو خدا تعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا۔جب اس نے توہین کی نظر سے دیکھا اور اس کی نکتہ چینی کی اس لئے وہ مارا گیا، اور طوق لعنت اس کی گردن میں ڈالا گیا۔سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کے لئے ہلاک ہوا تکبر ہی تھا''۔ **(آئینہ کمالات(.....) روحانی خزائن جلد۵ صفحہ۸ ۵۹ )**

**حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ؛۔**

''اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ قبول کے لائق ہو ایسا نہ ہو کہ

تم صرف چندباتوں کو لے کر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کرلیا ہے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا''

**(کشتی نوح ۔ روحانی خزائن ۔ جلد ۱۹ صفحہ ۱۲)**

**آپؑ فرماتے ہیں کہ:۔**

پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور **لاشئی محض** سمجھے اور آستانہ **الوہیت** پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے **فضل** کو طلب کرے ......... پھر اگر اس کے **فضل** سے اس کو حصہ مل جاوے .... اس پر تکبر اور ناز نہ کرے .... کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو **لاشئی** سمجھے گا اسی قدر **کیفیات** اور انوار خدا تعالیٰ سے اتریں گے تو جو اس کو روشنی اور **قوت** پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے **فضل** سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی۔ دنیا میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا بھی تکبر ہے ''۔ **( ملفوظات ۔ جلد چہارم صفحہ ۲۱۳)**

**پھر مزید فرماتے ہیں کہ:۔**

''......... مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو۔ بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کا خاصہ ہوتا ہے ...... اور سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ میں یہ وصف تھا۔ آپؐ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپ کا کیا معاملہ ہے تو اس نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں''۔

**(ایضاً صفحہ نمبر ۴۳۷ ۔ ۴۳۸)**

یاد رکھو کہ تکبر وہ خطرناک بلا ہے جو آخر کار انسان کو خدا تعالیٰ کے مقابل کھڑا کر دیتی ہے اور مشرک کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ مشرک کو معاف نہیں کروں گا۔ وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا تو پھر کیسے ممکن ہے کہ ایسا شخص جو خود خدائی کا دعویدار بن جاتا ہے یعنی متکبر تو اس کی بخشش ہو۔

یہ بڑے خوف کا مقام ہے، کیونکہ تکبر پھیلتے پھیلتے انسان کو پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے پھر انسان فرعون بن جاتا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر کہہ دیا ہے کہ میں رب العالمین ہوں میں اور کبریائی میری ہی ہے اس کو تسلیم کرو اور فروتنی، انکساری، عاجزی اور مسکینی اختیار کرو۔ اگر ان حدود سے باہر نکلنے کی کوشش کرو گے تو عذاب میں ڈالے جاؤ گے اس لئے ہر انسان کو عموماً اور ہر مومن کو خصوصاً ادنیٰ سے ادنیٰ تکبر سے بچنا چاہئے اور خدا اور خدا کے رسولؐ کے حکم مطابق انکساری، مسکینی، عاجزی فروتنی اختیار کرنی چاہئے۔ کیونکہ وہی لوگ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں جو اپنا سب کچھ کھوتے ہیں اور تکبر کو کلی چھوڑ دیتے ہیں اور اپنی زندگیاں انکساری، مسکینی، عاجزی سے بسر کرتے ہیں۔ وہی لوگ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کے وارث ہوتے ہیں۔

**جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا      اے۔ آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما**

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہر احمدی کو توفیق دے کہ وہ دیگر شرائط بیعت کے ساتھ اس شرط پر بھی عمل کرنے والا ہو کہ میں نخوت اور تکبر کو کلی طور پر چھوڑ دوں گا فروتنی، انکساری، عاجزی اور خوش خلقی سے زندگی بسر کروں گا۔ آمین

☆

# وہ اعلیٰ درجہ کا نُور

''وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو، وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں بھی نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا، وہ لعل اور یاقوت اور زمرّد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولا سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسبِ مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں...... **اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی امّی صادق مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی**''۔

(آئینہ کمالات...... روحانی خزائن جلد۵، صفحہ ۱۶۰-۱۶۲)

# چراغ شام مرجھایا تو ہو گا

(کلام مکرم چوہدری محمد علی صاحب)

چراغِ شام مرجھایا تو ہو گا
سحر کا رنگ گدرایا تو ہو گا

ابھی تک پتّیاں بکھری پڑی ہیں
گلوں کا قافلہ آیا تو ہو گا

اچانک کھل گیا دل کا معمہ
خردمندوں نے الجھایا تو ہو گا

پرائے دیس کی آبادیوں میں
غریبِ شہر گھبرایا تو ہو گا

سنا ہے دل کی وحشت میں کمی ہے
یہ باغی راہ پر آیا تو ہو گا

چلو دل کے خرابے ہی میں گھومیں
کہیں دیوار کا سایہ تو ہو گا

وہ مضطرؔ! ان کے ہاں پھر جا رہا ہے
اسے یاروں نے سمجھایا تو ہو گا

**(اشکوں کے چراغ)**

# مجھے آپ کی تلاش ہے

1- کیا آپ محنت کرنا جانتے ہیں اتنی محنت کے تیرہ چودہ گھنٹے دن میں کام کرسکیں۔

2- کیا آپ سچ بولنا جانتے ہیں اتنا کہ کسی صورت میں آپ جھوٹ نہ بول سکیں آپ کے سامنے آپ کا گہرا دوست اور عزیز بھی جھوٹ نہ بول سکے، آپ کے سامنے کوئی اپنے جھوٹ کا بہادرانہ قصہ سنائے تو آپ اس پر اظہار نفرت کئے بغیر نہ رہ سکیں۔

3- کیا آپ جھوٹی عزت کے جذبات سے پاک ہیں۔ گلیوں میں جھاڑو دے سکتے ہیں بوجھ اٹھا کر گلیوں میں پھر سکتے ہیں بلند آواز سے ہر قسم کے اعلان بازاروں میں کر سکتے ہیں سارا دن پھر سکتے ہیں اور ساری رات جاگ سکتے ہیں

4- کیا آپ اعتکاف کر سکتے ہیں جس کے معنی ہوتے ہیں (الف) ایک جگہ دنوں بیٹھ رہنا (ب) گھنٹوں بیٹھے وظیفہ کرتے رہنا (ج) گھنٹوں اور دنوں میں کسی سے بات نہ کرنا۔

5- کیا آپ سفر کر سکتے ہیں اکیلے بوجھ اٹھا کر بغیر اس کے کہ آپ کی جیب میں کوئی پیسہ ہو، دشمنوں اور مخالفوں میں ناواقفوں اور ناآشناؤں میں؟ دنوں، ہفتوں مہینوں؟

6- کیا آپ اس بات سے قائل ہیں کہ بعض آدمی ہر شکست سے بالاتر ہوتے ہیں وہ شکست کا نام سننا پسند نہیں کرتے وہ پہاڑوں کو کاٹنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، وہ دریاؤں کو کھینچ لانے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ اس قربانی کے لئے تیار ہیں۔

7- کیا آپ میں ہمت ہے کہ سب دنیا کہے نہیں اور آپ کہیں ہاں آپ کا قدم بجائے دوڑنے کے ٹھہر جائے، اور اس بات پر سب آپ کے پیچھے دوڑیں اور کہیں ٹھہر تو جا ہم تمہیں ماریں گے اور آپ کا قدم بجائے دوڑنے کے ٹھہر جائے اور آپ اس کی طرف سر جھکا کر کہیں لو مار لو آپ کسی کی نہ مانیں کیونکہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں مگر آپ سب سے منوا لیں کیونکہ آپ سچے ہیں۔

8- آپ یہ نہ کہتے ہوں میں نے محنت کی مگر خدا تعالیٰ نے مجھے ناکام کر دیا۔ بلکہ ہر ناکامی کو اپنا قصور سمجھتے ہوں آپ یقین رکھتے ہوں کہ جو محنت کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے، اور جو کامیاب نہیں ہوا اس نے ہرگز محنت نہیں کی۔

9- اگر آپ ایسے ہیں آپ اچھا..... اور اچھا تاجر ہونے کی قابلیت رکھتے ہیں مگر آپ ہیں کہاں خدا کے ایک بندے کو آپ کی دیر سے تلاش ہے اے احمدی نوجوان! ڈھونڈ اس شخص کو اپنے صوبہ میں اپنے شہر میں اپنے محلّہ میں اپنے دل میں کہ..... کا درخت مرجھا رہا ہے اسی کے خون سے وہ دوبارہ سرسبز ہوگا۔

مرزا محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی.....

# نتیجہ امتحان سہ ماہی دوم 2009ء

## مجلس انصار اللہ پاکستان

گزشتہ شمارہ میں نتیجہ شائع کیا جا چکا ہے بعض اضلاع کا نتیجہ شائع ہونے سے رہ گیا تھا جو اب شائع کیا جا رہا ہے

**ضلع سیالکوٹ:**

مکرم رفیق احمد بٹ (ڈسکہ) مکرم جلال الدین شاد (سیالکوٹ شہر) مکرم میاں محمد اعظم (منڈیکی گورایہ)

**ضلع گوجرانوالہ:**

مکرم ڈاکٹر محمد اکرم (شرقی) مکرم محمد حمید الحق (منڈیالہ وڑائچ) مکرم محمد کمیل احمد ضیاء، مکرم رشید احمد (علی پور چٹھہ) مکرم انجینئر محمد لطیف (گوجرانوالہ کینٹ) مکرم محمد شفقت چیمہ (راہوالی)

**ضلع ملتان:**

مکرم ڈاکٹر مرزا نفیس احمد (ملتان شرقی)

**علاقہ سرحد:**

مکرم مبارک احمد اعوان، مکرم منڈیم شہزاد بٹ (پشاور شہر) مکرم محمد اکرم، مکرم انجینئر طاہر احمد (مردان)

**ضلع حیدرآباد:**

مکرم نسیم احمد چوہدری، مکرم پروفیسر افتخار احمد خان، مکرم پروفیسر مبشر احمد فرخ، مکرم محمد شعیب خالد (حیدرآباد شہر) مکرم محمود احمد ناز (بشیر آباد)

**متفرق:**

مکرم رفیع احمد طاہر (سانگلہ ہل۔ ضلع ننکانہ صاحب) مکرم شیخ عبدالرحمٰن، مکرم سلطان احمد ظفر (ساہیوال شہر) مکرم سید اعجاز المبارک منیر (L-11/6۔ ضلع ساہیوال) مکرم چوہدری مقصود احمد (ٹھلیسر الوالہ۔ ضلع گجرات) مکرم غلام رسول شاکر (سعد اللہ پور۔ ضلع منڈی بہاؤالدین) مکرم خلیل احمد (ڈیرہ خلیل۔ ضلع خوشاب) مکرم شریف احمد قاری (ڈھڈوت آر ایس۔ ضلع جہلم) مکرم دوست محمد چٹھہ نمبردار، مکرم رشید احمد (چک نمبر 543/E.B۔ ضلع وہاڑی) مکرم ماسٹر نذیر احمد (58/3 ٹکڑا۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ) مکرم چوہدری ناصر احمد جاوید (حافظ آباد شہر) مکرم ناصر احمد چوہدری (پتوکی۔ ضلع قصور) مکرم عبدالرحمٰن بھٹی (میرا بھڑکا۔ ضلع میرپور آزاد کشمیر) مکرم نثار احمد (بہاولپور شہر) مکرم رفعت احمد (جناح ٹاؤن۔ ضلع کوئٹہ) مکرم شیخ محمد اجمل (بروری۔ ضلع کوئٹہ) مکرم خلیل احمد گوندل، مکرم نسیم اقبال گوندل (میرپور خاص شہر) مکرم کرامت اللہ (سانگھڑ شہر) مکرم رانا عبدالقدیر (احمد آباد۔ ضلع عمرکوٹ) مکرم عبدالمجید زاہد (کمری۔ ضلع عمرکوٹ) مکرم نصیر احمد گوندل (کھوسکی۔ ضلع بدین)

# اوصاف قرآن مجید

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا　　پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا !

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا　　ناگہاں غیب سے یہ چشمہ اصفیٰ نکلا

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے　　جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں　　مئےِ عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ　　وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں　　پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور　　ایسا چمکا ہے کہ صد نیّرِ بیضا نکلا

زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں　　جن کا اس نور کے ہوتے بھی دلِ اعمیٰ نکلا

جلنے سے آگے ہی یہ لوگ تو جل جاتے ہیں　　جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پتلا نکلا

(درثمین اُردو)

MONTHLY ANSARULLAH October 2009
Regd. # CPL-8/MDFD
EDITOR: NASEER AHMAD ANJUM
Ph: (047)-6212982Fax: (047)-6214631(C.Nagar 35460) E-mail:ansarullahpakistan@gmail.com

# مالی قربانی ۔ تزکیہ نفس کا ذریعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 23 ستمبر 2005ء کے خطبہ جمعہ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں مالی قربانی کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا:۔

''اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے، اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے، جہاں اس کی عبادت کرنا ضروری ہے وہاں اس کی راہ میں اپنی پاک کمائی میں سے خرچ کرنا بھی ضروری ہے۔ اور یہی چیز ہے جس سے تزکیہ نفس بھی ہوتا ہے۔ مال سے محبت کم ہوتی ہے اور ایک مومن اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بھی وقتاً فوقتاً قومی ضرورت کے لئے آپ ﷺ تحریک فرماتے تھے۔ اور صحابہؓ بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیتے تھے۔ کیا مرد اور کیا عورتیں سب اپنا مال قربان کرتے تھے''۔